ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

بیادگار
مولانا مفتی محمودؒ

الٰہی بخش ساجد عفی عنہ
مدرس مدرسہ [illegible]

برصغیر کی تاریخ کا اسلامی پس منظر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قانون دان

آہ! مولانا غلام غوث ہزارویؒ

الٰہی بخش ساجد

۲۰ فروری تا ۲۶ فروری اور ۲۷ فروری تا ۵ مارچ ۸۱ء | شمارہ ۸/۹ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہُوئے جو محوِ سوزِ اضطراب آہستہ آہستہ
وہ اُبھرے داغ بنکر ماہتاب آہستہ آہستہ

مہک ان کے پسینے کی لطافت روئے زیبا کی
اُڑا لایا تہی دامن گلاب آہستہ آہستہ

سرِ بزمِ دو عالم اُن کی چشمِ مست نے توڑا
غرورِ ساغر و جامِ شراب آہستہ آہستہ

جو ذرّے جا لگے خوش قسمتی سے ان کے قدموں سے
وہ ذرّے بن گئے خود آفتاب آہستہ آہستہ

مقامِ عبدیّت میں مرحلہ ایسا بھی پیش آیا
چلے جبریل اُن کے ہمرکاب آہستہ آہستہ

شبِ اسریٰ قدمبوسی کو قُدسی کہہ کے یہ دوڑے
حضور آہستہ آہستہ جناب آہستہ آہستہ

خدا نے انکی سیرت ڈھال کر لفظوں کے سانچے میں
اُتاری عرش سے امّ الکتاب آہستہ آہستہ

حبیبِ تشنہ لب ساغر بکف مستانہ وش واعظ
سُوئے کوثر چلا روزِ حساب آہستہ آہستہ

حبیب تلونڈی چشتیاں منڈی

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۴ | شمارہ نمبر ۸/۹

جمعتہ المبارک ۷ار ربیع الثانی تا ۱۳ار ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۶۵ روپے
ششماہی ۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط وکتابت: ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

آہ! مولانا غلام غوث ہزارویؒ

الٰہی بخش ساجد

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی طویل جد وجہد سے بھرپور زندگی کے ۸۵ سال گزار کر مالک حقیقی سے جاملے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا نے قوم ملک اور ملت کے لئے جو فقید المثال قربانیاں پیش کیں، وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ تحریک استخلاص وطن تحریک خلافت میں انہوں نے جو کردار ادا کیا اور جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ غیر جانب دار اور غیر متعصب مؤرخ آزادئ وطن کے لئے مولانا کی فقید المثال خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا جن عظیم رہنماؤں نے بدیشی حکمرانوں کے خلاف جاں گسل جنگ لڑی، مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں ایک ہیں۔

فرنگی حکمرانوں کے دور میں مولاناؒ نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، جبر و تشدد کا مقابلہ کیا اور کڑی سے کڑی آزمائش کے موقع پر بھی جرأت عزیمت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ وہ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس کا برملا اظہار کرتے تھے اور حق گوئی کی پاداش میں بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد انہوں نے ملک میں اسلامی نظام کی تنفیذ اور باطل فرقوں کے تعاقب کو اپنی جد وجہد کا محور قرار دیا اور اس مقصد کے لئے وہ شب وروز ہمہ تن کوشاں رہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود وہ ملک کے دور دراز گوشوں میں گئے اور اعلان حق کی جوت جگائی۔

مولانا ہزارویؒ نے ایک عظیم سیاسی جماعت کے عظیم رہنما ہونے کی حیثیت سے بڑے بڑے اور عظیم الشان جلسوں اور کانفرنسوں سے بھی خطاب کیا۔ وہ ایوان اسمبلی میں بھی گرجے ہی نہیں بلکہ برسے بھی۔ بیرونی ممالک کے دوروں میں جید علماء کرام کی موجودگی میں عصر حاضر کے اہم مسائل کی گتھیاں بھی سلجھاتے رہے مگر اس کے باوجود ان کی سادگی اور درویشی میں فرق نہیں آیا۔ مولانا اپنی حیات مستعار کے آخری لمحوں تک موٹا جھوٹا پہنتے رہے، ساگ دال کھاتے رہے اور ایک معمولی مکان میں رہ کر اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ ان کے معمولات میں آخر دم تک فرق نہیں آیا۔

مولانا جس بات کو حق سمجھتے تھے اس پر ڈٹ جاتے تھے خواہ اس کے

لئے انہیں کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑی۔ یہ درست ہے کہ ان کی طبیعت میں شدت اور لہجے میں کاٹ تھی مگر اس کا سبب صرف اور صرف ان کی حمیتِ دینی اور غیرتِ ایمانی کے سوا کچھ اور نہیں تھا، خاص طور سے وہ ایسے لوگوں کے سختی سے خلاف تھے جو خلافِ دین کو دین کے نام سے پیش کر کے عامۃ الناس کی گمراہی کا سبب بنتے ہوں۔ وہ سلف صالحین کے طریقوں میں سلامتی اور تجدد پسندی میں تباہی سمجھتے تھے۔ اپنے اس مؤقف کو اپنے لہجے اور اپنے انداز میں بیان کرنے کی وجہ سے ہی وہ باطل فرقوں اور تجدد پسندوں کی دشنام طرازیوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے لیکن انہیں اس کی کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ آخرت کی رسوائی سے بچنے کے لئے دنیا والوں کی ملامت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے۔

جماعتی نظم و ضبط برقرار رکھنے اور جماعت کو مزید انتشار سے بچانے کے لئے جب انہیں جماعت سے علیحدہ کیا گیا تو بعض ذہن کے روگیوں نے ان پر حکومت سے گٹھ جوڑ اور ذاتی مفادات کے حصول کا الزام لگایا اور اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے مولانا کو غیر مہذب طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا لیکن اپنی سرتوڑ کوششوں کے باوجود مولانا کے کردار کی سفید چادر پر مفاد پرستی کا دھبہ ثابت کرنے میں ہمیشہ ناکام رہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جمعیۃ اور ان کی سوچ میں شدتِ اختلاف کے دور میں بھی جمعیۃ کے کسی کارکن نے بھی ان کے کردار پر انگلی نہیں اٹھائی اور ان کی سابقہ جماعتی خدمات کے پیشِ نظر ان کے احترام میں فرق نہیں آنے دیا۔

جماعتی اکابر اور خاص طور سے مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمودؒ سے کارکن جب بھی حضرت مولانا کے بارے میں بات کرتے تو حضرت مفتی صاحب دلائل کے ساتھ مولانا کے مؤقف سے اختلاف کرنے کے باوجود ان کا نام احترام سے لیتے ان کے کردار کی عظمت اور ماضی میں ان کی بے مثال جماعتی خدمات کا اعتراف کرتے بلکہ جماعتی کارکنوں کو بھی یہی تلقین کرتے کہ وہ مولانا کے احترام میں قطعاً فرق نہ آنے دیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی دینی و قومی خدمات کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ان کے درجات عالیہ بلند فرمائے۔ آمین۔

کچھ مولانا مفتی محمود نمبر کے بارے میں

مولانا مفتی محمود نمبر کی تیاریاں تیزی سے جاری ہیں، کتابت کے مرحلہ سے گزر کر اندازہ یہ ہے کہ مارچ کے ---------

----

پہلے عشرے میں چھپائی اور شیرازہ بندی کا کام مکمل ہوگا اور ادارہ ترجمان اسلام کے پروگرام کے مطابق مفتی محمود نمبر ۱۵ مارچ تک قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا۔

مولانا مفتی محمود نمبر کی تیاری کی وجہ سے ہی حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب قائم مقام ناظم عمومی نظام پاکستان کے مشورے سے یہ طے کیا گیا کہ نمبر کے آنے تک ترجمان اسلام کے دو تین شمارے دو دو ہفتے کے یکجا شائع کئے جائیں اور جماعتی دوستوں کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں ادارہ ترجمان اسلام کے بقایا جات ایجنٹ حضرات سے رابطہ کر کے جلد ارسال کریں۔ اس کے علاوہ جتنے پرچے جہاں مطلوب ہوں وہاں کی جماعت قبل از وقت مطلوبہ تعداد سے ادارے کو آگاہ کردے اور پرچوں کے حساب سے رقم جمع کر کے ادارے کو ارسال کردے یا وی پی کے لئے لکھے۔ ایجنٹ حضرات کو بھی پرچہ وی پی کیا جائے گا۔ عام اشاعتوں کی طرح ادارہ ایجنٹ حضرات کو پرچہ بھیجنے کا متحمل نہیں ہے۔ مطلوبہ تعداد سے پیشگی مطلع کرنے سے ادارے کو اندازہ ہو جائے گا کہ پرچہ کتنا چھپنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ پانچ پرچوں سے کم پر کمیشن نہیں دیا جائے گی۔ جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ وہ مولانا مفتی محمود نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے لئے سرگرم ہو جائیں۔ اس سلسلے میں دورے کریں، اجلاس بلائیں اور خطبات جمعہ میں لوگوں کو نمبر حاصل کرنے کی ترغیب دلائیں۔

حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب
قائم مقام مرکزی ناظم عمومی
نظام العلماء پاکستان

حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کی شانِ استغنا

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی (المتوفی ۷۲۵ھ) جب سے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے پاس سے ہندوستان کی تسخیرِ روحانی اور تبلیغ ارشاد پر مامور ہوکر آئے تھے۔ دہلی کے تخت پر یکے بعد دیگرے پانچ بادشاہ بیٹھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے نہایت استغناء کے ساتھ زندگی بسر کی۔ وہ کبھی نہ دربار میں گئے اور نہ کبھی بادشاہِ وقت کو اپنے یہاں آنے کی اجازت دی۔ سلطان جلال الدین خلجی نے چند بار آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، لیکن انہوں نے ہر بار ملنے سے انکار کردیا۔ آخر سلطان نے امیر خسرو کے ساتھ (جو سلطان کے مصحف بردار تھے) یہ منصوبہ بنایا کہ ایک مرتبہ بلا اطلاع حضرت کی خدمت میں حاضر ہوجانا ہے۔ امیر خسرو نے مناسب سمجھا کہ اپنے مرشد کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ امیر خسرو نے حضرت سے جاکر عرض کیا کہ کل بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ حضرت شیخ ملاقات سے بچنے کے لئے اپنے مرشد کی خانقاہ پاک پٹن روانہ ہوگئے۔ بادشاہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو امیر خسرو پر ناراض ہوا کہ تو نے میرا راز فاش کردیا اور حضرت شیخ کی قدمبوسی کی سعادت سے محروم کردیا۔ امیر خسرو نے جواب دیا۔ از رنجش بادشاہ ہمیں خوف جان باشد واز رنجش سلطان المشائخ خوف سلب ایمان باشد (ترجمہ) بادشاہ کے رنجیدہ ہونے سے تو جان خطرے میں پڑ سکتی ہے اور سلطان المشائخ کی رنجش سے سلب ایمان کا خطرہ ہے۔

(تاریخ دعوت وعزیمت ص ۸۲ ج ۳)

⁂ ⁂ ⁂

سلطان علاؤ الدین خلجی جو ہندوستان قدیم کا سب سے باجبروت اور اقبال مند بادشاہ اور سکندرِ ثانی اپنے چچا جلال الدین خلجی کے بعد تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ بعض لوگوں نے بادشاہ کو حضرت خواجہؒ کی طرف سے بدگمان کرنے کی کوشش کی اور انکی مقبولیت اور رجوع عام سے سلطنت کے لئے خطرات ثابت کئے۔ سلطان علاؤ الدین نے امتحاناً ایک عریضہ آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے خضر خان کے ہاتھ بھیجا جس میں آپ سے انتظام سلطنت کے بارے میں مشورے اور نصائح کی درخواست کی گئی تھی — سلطان کا خیال یہ تھا کہ اس طرح حضرت شیخؒ کی سیاسی خواہشات کا پورا اندازہ ہوجائے گا۔ جب خضر خاں یہ خط لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں آیا، آپ نے وہ کاغذ ہاتھ میں لے لیا اور اس کا مضمون پڑھے بغیر واپس کردیا اور حاضرین مجلس سے فرمایا درویشوں کا بادشاہی امور سے کیا واسطہ۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ شہر کے ایک گوشے میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ بادشاہ اور مسلمانوں کے لئے دعاگوئی میں مشغول ہوں۔ اگر بادشاہ اس بارے میں پھر مجھ سے کچھ کہے گا (من از ینجا ہم بروم ارض اللہ واسعۃ) تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے۔ سلطان علاؤ الدین اس جواب سے بہت خوش ہوا اور کہا میں جانتا تھا کہ حضرت شیخ کو امور سلطنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا، البتہ دشمنوں نے یہ چاہا تھا کہ مجھے اللہ کے ایسے خاص بندوں سے لڑادیں اور اس طرح ملک تباہ ہوجائے۔ پھر سلطان علاؤ الدین نے شیخ کے پاس معذرت کے لئے آدمی بھیجا اور کہا میں آنجناب کا معتقد ہوں، مجھ سے گستاخی ہوئی معاف کیا جائے، حاضری کی اجازت دی جائے کہ قدم بوسی کی سعادت حاصل کروں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا آنے کی حاجت نہیں، میں غائبانہ دعا کرتا ہوں اور غائبانہ دعا بڑی موثر ہوتی ہے سلطان نے اس کے بعد بھی ملاقات کے لئے بڑا اصرار کیا۔ حضرت نے فرمایا اس فقیر کے گھر میں دو دروازے ہیں۔ بادشاہ ایک دروازہ سے آئے گا میں دوسرے دروازے سے باہر چلا جاؤں گا۔

(سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۲۰۲
تاریخ دعوت وعزیمت ص ۸۳ ج ۳)

⁂ ⁂ ⁂

سلطان علاؤ الدین کے بعد اس کا دوسرا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ ولی عہد سلطنت خضر خان کو قتل کر کے غاصبانہ طور پر تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ خضر خان چونکہ حضرت والا کا مرید تھا اور سلطان علاؤ الدین کا ولیعہد تھا جس سے قطب الدین مبارک شاہ نے حکومت غصب کی تھی، اس لئے سلطان قطب الدین حضرت سے بھی ناراض رہتا تھا۔ اس نے اپنی ایک نئی جامع مسجد بنوائی تھی اور تمام مشائخ علماء کو حکم بھیجا کہ پہلے جمعہ کو اسی میں نماز ادا کریں۔ یہ حکم جب شیخ نظام الدین اولیاء کو سنایا گیا تو انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہمارے قریب ہی مسجد ہے

(ادارہ)

مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنی پوری زندگی اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد اور خدمتِ دین میں گذار دی۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی وفات پر نظام العلماء پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کا اظہارِ رنج و غم

نظام العلماء پاکستان کے امیر حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی نائب امیر حضرت مولانا پیر خان محمد صاحب ناظم عمومی مولانا محمد اجمل خان صاحب اور صوبہ پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے تحریک آزادی کے عظیم رہنما مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ کی اچانک وفات پر انتہائی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ان رہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں فرمایا ہے کہ مجاہد کبیر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے فرنگی استبداد کے خلاف بھرپور جنگ لڑی اور اس طویل جنگ میں سرخرو اور کامیاب ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر کی آزادی کے بعد مولانا غلام غوث نے اپنی پوری زندگی اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد اور خدمتِ دین مبین میں گذار دی۔

نظام العلماء کے رہنماؤں نے مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار دینی اور قومی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم دین اور با اصول سیاستدان تھے۔ انہوں نے ہر دور میں باطل قوتوں کو للکارا اور حق کی حمایت کے لیے سرگرداں رہے۔ انہوں نے ایسے حالات میں بھی حق کی حمایت کی اور دین کا پھریرا لہرایا۔ جب اسلام کی بات کرنے اور دین کا نام لینے کو رجعت پسندی اور ملائیت سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اسمبلی کے اندر اور باہر الحاد پرستوں کی ریشہ دوانیوں کی خبر لی اور مشعلِ حق لے کر قریہ قریہ پھرتے رہے۔

مرکزی راہنماؤں نے کہا کہ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے فقر کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ انہیں دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی موت سے ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے اخلاف کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کے متوسلین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

سرکولیشن منیجر مولانا منظور الحق صاحب رحمانی پشاور، راولپنڈی کے اضلاع کے دورے پر ہیں۔ احباب تعاون فرمائیں۔

عبدالستار ستاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ اتنی بلند اور ارفع تھی کہ کائنات میں کوئی اُن کا ہمسر نہیں

صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر حقنواز پارک میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب

بعد از خطبہ مسنونہ۔

جناب صدر، برادرانِ ملت اور بزرگانِ محترم!

میں اپنے ان بزرگوں کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر منعقد ہونے والے اس اجتماع میں شرکت کی سعادت بخشی اور آپ کے ساتھ مخاطبت کا موقع فراہم فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور اس بات کا تجزیہ کیا گیا کہ آج چودہ سو سال بعد ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنے اوپر انفرادی اور اجتماعی طور پر نافذ کیا؟

بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ اتنی عظیم تھی کہ مخلوقات میں آپؐ کی ہمسری کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی انسان کامیابی چاہتا ہے اور انسان بننا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اخلاقِ مقدس کو اپنائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اوڑھنا بچھونا بنائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اللہ کی محبت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ترجمہ) اے میرے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

تو حضور علیہ السلام کی اتباع میں اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے اور کامیابی ملتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل اور بعد اپنی صداقت و امانت کا سکہ جما دیا تھا، اور کفار نے بھی آپ کو صادق و امین کا لقب دیا تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ جب حجرِ اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تو ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ اس کی تنصیب کی سعادت اسے حاصل ہو۔ اس پر جھگڑا ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تمام نے یہ فیصلہ کیا کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرما دیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر میں حجرِ اسود کو رکھا۔ تمام قبائل نے ایک ایک کونے کو پکڑا اور جب تنصیب کی جگہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھوں سے وہاں رکھ دیا۔ یہ جاہلیت کا دور تھا اور جھگڑے کا خطرہ تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم خطرہ کو ختم کر دیا۔

محترم دوستو!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور امانت اتنی مسلّم تھی کہ جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور گلے لگایا اور کہا کہ "پڑھ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں تو انہوں نے آپؐ کو دوبارہ اور سہ بارہ گلے لگایا اور کہا" پڑھ "اقرأ" ... الخ

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا کہ مجھے ڈھانپ دو، مجھے ڈھانپ دو۔ ام المومنین رضؓ نے کپڑا اوڑھایا اور یہ عظیم خاتون اپنے شوہر اور پیغمبر کو تسلی دے رہی ہیں' اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی خوار اور پریشان نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، حوادث میں لوگوں سے تعاون کرتے ہیں، آپ تو راست گو ہیں۔ آپ لوگ اندازہ لگائیں کہ یہ نبوت سے قبل کے اوصاف ہیں۔

محترم دوستو! آپ کی صداقت کا سکہ جما ہوا تھا۔ کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو بلایا۔ ان کو ایمان کی دعوت دی اور فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے اور وہ حملہ آور ہونے والا ہے تو تسلیم کرو گے۔

انہوں نے کہا ہم نے آپ کو ہمیشہ صادق اور امین پایا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم فلاح پا جاؤ گے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بدبخت چچا نے ہاتھ اٹھا کر برا بھلا کہا اور کہا کہ ہمیں اس لئے بلایا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل فرمائی اور وہ خوار اور ذلیل ہو کر مرا۔

میرے محترم دوستو!

نبوت کے بعد آپ پر بہت سختیاں آئیں۔ بہت تکالیف برداشت کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے گئے، گندگیاں ڈالی گئیں اور ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ کے گلے میں کپڑا ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی تکلیف ہوئی اور آخر حضرت ابوبکرؓ آئے اور آپ کو چھڑایا۔

حضرت صدیق اکبرؓ حبشہ تشریف لے جانے لگے تو ایک کافر سردار سامنے آیا اور پوچھا کہاں؟ آپؓ نے فرمایا کہ ہجرت کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کو نہیں نکالا جا سکتا اور پھر وہی الفاظ اور صفات بیان کئے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا۔ کتنی گرانقدر تربیت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپ کی اتباع میں انہیں اوصاف حمیدہ میں رنگے گئے۔ ابوبکر کو صدیق اکبرؓ، عمر کو فاروق اعظمؓ، عثمان کو غنی و ذوالنورینؓ اور علی کو حیدر کرارؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ حضرت بلالؓ کو تپتی دھوپ میں انگاروں پر گھسیٹا جاتا اور وہ انتہائی تکلیف و مشقت میں بھی "احد، احد" پکارتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت تھی ورنہ اس طرح ثابت قدمی کی مثال نہیں ملتی۔ موت کے وقت حضرت بلالؓ خوش تھے کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوںؓ سے ملیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی وحدانیت بیان کرنے کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو پتھر مارے گئے اور مذاق اڑایا گیا جس پر حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ برباد ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں تو ان کی اولاد ایمان لے آئے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی تیرہ سالہ زندگی مظلومیت کی تھی اور مظلومیت کی اس زندگی کو استقامت کے ساتھ برداشت کیا تو یہ ہمارے سکھانے کے لئے تھا کہ اگر میری امت کو مظلوم بنایا جائے، غلام بنایا جائے تو ہمیں چاہئے کہ ہم خاموش نہ ہوں کیونکہ یہ موت ہے بلکہ کامیابی یہ ہے کہ سینہ تان کر ہم مقابلہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو امن و سلامتی پہنچے معیشت اور معاشرت کی تعلیم دی۔ وہ مسلمان نہیں جو پیٹ بھر کر سوتا ہے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہے۔ فرمایا تم میں سے جو ایمان لایا اسے چاہئے کہ ہمسایہ کا اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مہمان کا احترام کرے۔

اس کے بعد مدینہ کی ہجرت کے بعد کی زندگی آئی۔ اس سے قبل آپ حزب اختلاف کے رہنما اور مدینہ میں حزب اقتدار کے قائد کی حیثیت سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو امن و سلامتی کی راہ بتائی۔

ایک دفعہ فاطمہ بنت صادقہ نے چوری کی۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ اگر اس کا ہاتھ کٹ گیا تو ہماری ناک کٹ جائے گی لہٰذا حضرت اسامہؓ کو سفارش کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتیں بھی اسی لئے برباد ہوئیں کہ کسی کو سزا دی جاتی اور کسی کو معاف کر دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کی قسم یہ فاطمہ بنت صادقہ ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی ہوتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا"۔

میں کہتا ہوں کہ اگر ڈیرہ کے مقام پر چور کا ایک ہاتھ بھی کٹ جائے تو چوری بالکل ختم ہو جائے گی۔ ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے زنا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا۔ اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ کہا۔ آپ نے بار بار منہ موڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ ہو سکتا ہے آپ نے ہاتھ لگایا ہو یا یونہی بوسہ لیا ہو۔ اس نے عرض کیا نہیں مجھ سے بالکل زنا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو دیوانہ تو نہیں ہو گیا۔ دیکھئے حضورؐ نے ایک جان کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ پھر صحابہؓ اس کو باہر لے گئے اور پتھر مارے جس سے آپ آبدیدہ ہو گئے اور پھر معاف فرمایا۔ کیسا انصاف رحمت اور شفقت تھی۔ اسی طرح ایک عورت آئی جس کو حمل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولادت ہونے دو۔ جرم ثابت ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچہ کی پرورش کون کرے گا۔ جب بچہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا تو اس عورت کو سزا دی گئی۔ یہ تھا قیامت کا خوف۔ بعض افراد اس عورت کو کچھ کہنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ تمام مدینہ والوں پر تقسیم کر دی جائے تو وہ بخشے جائیں۔

میرے محترم دوستو!

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں زلزلہ آیا۔ آپؓ نے زمین کو درے مارے اور کہا کہ "رک جا"۔ وہ رک گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام کے نظام کے نفاذ کے بعد انسانوں پر نہیں بلکہ زمین اور دریاؤں پر حکم چلتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دریائے نیل نہیں چلتا تھا۔ وہاں کے جاہل لوگ

ایک لڑکی کو سنوار کر دریا میں ڈالتے تو وہ چل پڑتا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ آپؓ نے ایک خط دریائے نیل کے نام لکھا اور فرمایا کہ اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو چل ورنہ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں — چنانچہ دریا آج تک برابر چل رہا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دورِ خلافت ہے امن و امان کا دور دورہ تھا۔ ان کے دور میں شیر اور بھیڑ اکٹھے پانی پیتے تھے۔ ایک دن گڈریا حیران ہوگیا کہ شیر نے بکری پر حملہ کر دیا۔ معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور اب جبکہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نے اسلام کا کتنا نفاذ کیا۔

آپ کو معلوم ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو نظامِ شریعت کا نفاذ ہوا اور ہم نے خوشیاں منائیں اور کہا کہ ہم آج کے دن کو یوم نفاذ شریعت مناتے رہیں گے

تو میرے محترم دوستو! اس موقع پر ایک دوسری بات بھی عرض کر دوں گا کہ افغانستان کے مسئلہ میں ہم ایک بار پھر افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ مکمل حمایت کا اعلان کرتے ہیں (اجتماع سے) آپ بھی اعلان کرتے ہیں۔ (مجمع بیک آواز ہاتھ اٹھاکر" بالکل بالکل" ان کا تعاون کرنا ہمارا ملی اور مذہبی فریضہ ہے اور روسی جارحیت کی ہم مکمل مذمت کرتے ہیں۔

تو میرے محترم دوستو! اب یہ حالات ہیں کہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اضطراب کا عالم ہے ہمیں سوچ کر چلنا چاہیئے۔ قوم کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے اور بھی بہت باتیں کرنی ہیں تو بہرحال وقت کم ہے۔ باقی باتیں یہاں تفصیل سے نہیں کر سکتا؛ البتہ ایک بات اور عرض کر دیتا ہوں کہ اسلامی قوانین کے محض نفاذ کے سلسلے میں انہوں نے ایک اور قانون بھی نافذ کر دیا ہے اور وہ ہے بلا سود بینکاری کا نظام تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہاں فرنگی قانون بھی چل رہا ہے،

یہاں مارشل لاء ریگولیشنز بھی چلتے ہیں اور یہاں اسلامی قانون کے دفعات بھی چلتے ہیں تو ہمارے بینکوں میں سودی کاروبار بھی چلتا ہے CURRENT ACCOUNT بھی چلتا ہے اور بلا سود بینکاری بھی۔ اب آپ بتائیں جب پاکستان میں ایک آدمی بینک میں داخل ہوتا ہے اور وہ تین اکاؤنٹس دیکھتا ہے۔ وہ SAVING ACCOUNT دیکھتا ہے کہ ایک سال گذرنے کے بعد مجھے کتنا منافع ملتا ہے منافع تو ضرور ملتا ہے اور دوسری طرف اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ سال کے بعد منافع بھی ہوگا یا میرے اپنے پیسے نقصان میں ہو جائیں گے' تو لامحالہ تو وہ بے سود اکاؤنٹ کی طرف جائے گا تو ایسی تربیت آپ نے قوم کی کہاں کی ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ پاکستانی آدمی بالکل سود کی طرف نہیں جائے گا تو اب تک جو کرنٹ اکاؤنٹ موجود تھا جس میں کم از کم نقصان کا تو اندیشہ نہیں تھا تو اس کی مناسبت بتائیے کہ وہ کتنا کامیاب ہوا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک آدمی پر میرا اعتماد نہیں کہ میں اس کو مضاربت پر پیسہ دے دوں اور اس سے شراکت سے کام لوں تو میں کس طرح پیسہ دوں' تو پہلے آپ اعتماد میں لیں۔ کہیں گے کہ جناب اس دفعہ تو ایکسپورٹ اور امپورٹ میں نقصان ہو گیا اور لامحالہ آپ نے یہ کہنا ہے' تو آپ نے جب لوگوں کو اعتماد میں نہیں لیا تو ایسا

قانون نافذ کر کے خواہ مخواہ اس کو بدنام کیوں کرنا چاہتے ہو۔ تو اس مسئلے کے لئے آپ سودی اکاؤنٹ کو ختم کریں یعنی اس کے لئے آپ ایسا PROCEDURE وضع کریں۔ پھر جب ہمارے پاس کوئی راستہ نہ ہے تو چاہے ہم کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع کریں یا آپ کے ساتھ شراکت میں رقم ملائیں۔ پھر ہم اس پر مجبور ہوں گے' لیکن جب ایک راستہ آپ نے چھوڑ دیا ہے جس میں ایک کے لئے ظاہری فائدہ موجود ہے اور حرام کا پیسہ اس میں آتا ہے تو جناب اس طریقہ پر اسلامی قانون کو بے عمل ثابت

کر کے اس کو بدنام کرنے کی کوشش مت کریں"

جو اصولی بات ہے وہ ہمیں پسند ہے اور پھر قصاص اور دیت کی بات آرہی ہے اور وہ بھی شاید آج کی بات ہے تو میرے محترم دوستو یا نوٹیٹ ہو جائے یہ اور اگر ان کا بھی یہی حشر ہونا ہے جو حدود اور تعزیرات کا ہوا تو پھر ہمیں معاف فرما دیں۔

میرے محترم دوستو!

اگر چوری اور ڈکیتی کو آپ نے روکنا ہے اور بتائیے کہ تعزیرات کا ایک ایسا نظام جو قتل کے لئے بھی کافی ہے جو ڈکیتی کے لئے بھی کافی ہے جو ایک فاسق کو اس کے جرم کے مطابق سزا دے سکتا ہے حتیٰ کہ اسے قتل کر سکتا ہے تو آپ نے تعزیرات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کتنے قتل کے جرائم روکے تو اس قسم کے قوانین جو بے عمل ہونے کی وجہ سے بدنام ہو جائیں تو اس کی شاید ہم حمایت نہ کر سکیں۔ ہم اس ملک میں عملی نظام چاہتے ہیں، اسلام کا صحیح قانون چاہتے ہیں۔ میں یہ پختہ عقیدہ رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے ان مشوروں پر عمل کیا تو یہ خود بھی محفوظ رہیں گے اور یہ ملک بھی محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں —

عمل کی توفیق دے اور ان لوگوں کو ہدایت دے اور اس قوم کو اپنی اسلامی حکومت بنانے کی توفیق دے۔ وما علینا الا البلاغ

ترجمانِ اسلام
میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(ادارہ)

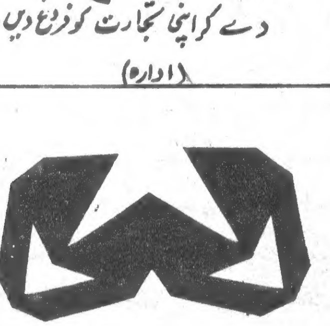

محمد جمیل کواسی

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

اتحاد بین المسلمین کے داعی اور علمبردار تھے

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی افسوسناک وفات سے قوم ایک ایسے عالم دین اور قائدِ جمہوریت سے محروم ہوگئی ہے جس نے زندگی کے آخری سانس تک جمہوریت کی بحالی کی جنگ لڑی۔ مفتی محمود مرحوم کی زندگی کھلی کتاب کی طرح عوام کے سامنے ہے۔ انہوں نے اقتدار پر حقارت سے نگاہ ڈالی۔ شہرت انسان کا فطری وصف ہے' اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے بچنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے، مگر خدا کے ایسے نیک بندے بھی دیکھے گئے ہیں جو فقیرانہ زندگی گزار کر جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ بہت بہادر اور نڈر رہنما تھے۔ خوف ان کے قریب تک نہ آتا۔ قید و بند کی صعوبت میں بھی ہمیشہ خوش رہے۔ بیماری کی حالت میں حکیم اور قریبی احباب مشورہ دیتے کہ آپ آرام کریں۔ فرماتے تھے کہ طبیعت جسقدر حساس ہو آرام سے بیٹھا نہیں جا سکتا۔ ساری زندگی جد و جہد میں گزری' حتیٰ کہ آخری سفر بھی مذہبی مجلس میں پیش آیا۔ کوئی مختصر بات بھی کر رہا ہوتا تو وہ جان لیتے کہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ مولانا مفتی محمود فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جد و جہد کا اصل مقصد و محور اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ بے شک وہ اسلامی نظام جمہوری طریقے سے آئے یا کسی اور راستے سے' ہم اسے بہرصورت خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔

مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتحاد بین المسلمین کے داعی اور علمبردار تھے۔ فرقہ وارانہ اختلاف کو ملک و ملت کے لئے زہر ہلاہل سمجھتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی ایک اور صفت میرے والد مولانا نیاز محمد صاحب رکن مرکزی مجلس شوریٰ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مفتی صاحبؒ ہمارے اوپر اتنے مہربان تھے کہ کسی طالب علم کو یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ آج مفتی صاحب نے ہمارے ساتھ زیادتی کی۔ والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحبؒ سے چار سال تک شرفِ تلمذ حاصل کیا اور مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جہاں تک استاد اور شاگرد کا تعلق ہے' استاد کو شاگرد پر پورا حق حاصل ہے، لیکن آپ حضرات میرے شاگرد ہونے کی حیثیت سے میرے حق کو اس وقت بجا لائیں گے جب آپ دین اسلام کی ترویج و تبلیغ کریں اور باطل کو نیست و نابود کر دیں۔ مجھے بھی کئی بار والد صاحب کی معیت میں حضرت مفتی صاحبؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ نصیحت کے طور پر ایک بار فرمایا کہ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دو۔ جذبات کو قابو میں رکھو' اور فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں دین کی یہی خدمت ہے کہ آپ اپنے سبق کی طرف توجہ دیں اور مطالعے کے ساتھ کتاب کو حل کریں۔

بہرحال مفتی صاحب کی یہ نصیحت میرے لئے ایک یادگار بن گئی۔ انشاء اللہ آخری دم تک اپنے قائد کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی جد و جہد کرتا رہوں گا۔

آخر میں میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہٗ ہم سے بچھڑ جانے والے قائد محترم کی روح پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں اور اسلام کے عظیم نصب العین کے لئے مرحوم کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ آمین ثم آمین۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسروں کی نعمت دیکھ کر حسد نہ کرو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی یا گھاس کو۔

ابو داؤد ۔ عن ابی ہریرہؓ

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

احمد حسین کمال

برّصغیر کی تاریخ کا اسلامی پس منظر

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد سے پہلے اس ملک کی زمام کار مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ انہیں یہاں سیاسی، تعلیمی، تہذیبی، اقتصادی اور معاشی برتری حاصل تھی اور دیگر اقوام ہند نے بھی ان کی برتری کو نہایت خوشی کے ساتھ قبول کر رکھا تھا۔ دراصل یہ برتری اقوام ہند کی پسماندگی کو دور کرنے کا ایک ذریعہ بن گئی تھی۔

انتظام

اگرچہ ہندوستان کے طول و عرض میں بہت سی غیر مسلم ریاستیں بھی موجود تھیں لیکن وہ بخوشی دہلی کی مسلم مرکزیت کی تابع تھیں اور اپنے اپنے علاقوں میں انتظامی امور کے اندر انہوں نے مسلمانوں کو ہی دخیل بنا رکھا تھا حتیٰ کہ مرکز سے باغی غیر مسلم ریاستوں کا نظم و نسق بھی بہت بڑی حد تک مسلم مدبرین کے ہاتھوں میں تھا۔

زبان

ہندوستان کے مسلمانوں کی سرکاری زبان فارسی ہندوستان کی تمام ریاستوں کی سرکاری زبان تھی۔

تعلیم و تمدن

تعلیمی نظام تمام کا تمام مسلمان معلمین کے قبضہ میں تھا۔ مجلسی اور معاشرتی زندگی کے وہی طور طریق پسندیدہ سمجھے جاتے تھے جو مسلمانوں کے یہاں رائج تھے۔

انگریزوں کا ہندوستان میں داخلہ

انگریزوں کی پہلی آمد جو محض ایک تجارتی مشن کی حیثیت رکھتی تھی ۱۶۰۱ء میں ہوئی۔ یہ شہنشاہ جہانگیر کا عہد حکومت تھا۔ ۱۶۰۸ء میں انگریزوں کو شہر سورت میں تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت ملی۔

حضرت مجددؒ کی دور رس نظر

یہی وہ عہد ہے جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان پر سیاست اسلامیہ کو غالب لانے کے عظیم و مقدس کام کا آغاز کیا۔ بلاشبہ ابھی تک ہمیں کوئی ایسی قطعی تاریخی شہادت دستیاب نہیں ہوئی ہے جس کی رو سے ہم یہ کہہ سکیں کہ آپ نے اور آپ کے رفقا نے انگریزوں کی تجارتی آمد کی تہہ میں ان کے سیاسی مقاصد کا اندازہ لگا لیا تھا تاہم اس اتفاق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اُدھر جہانگیر کے دربار میں انگریزوں کی آمد شروع ہوتی ہے اور ادھر حضرت مجدد صاحبؒ اپنی تجدیدی کوششوں کا آغاز فرما دیتے ہیں۔

علماءِ ہند کا اضطراب

حضرت مجدد صاحبؒ اور ان کے رفقاء نے جنہیں علماء کی جماعت ہی کہا جائے گا، انگریزوں کی آمد کے ساتھ ہی اپنے دینی کاموں کا متوازی محاذ قائم کر دیا تھا اور ایک باقاعدہ جد و جہد کا آغاز کر دیا تھا۔

مؤرخین نے جہانگیر کے عہد سے مغلیہ حکومت کے خاتمہ تک جو تاریخی سلسلہ ترتیب دیا ہے افسوس ہے کہ اس میں اس عظیم عنصر کو وہ جگہ نہیں دی جس کا یہ مستحق تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں اسلامیت کا تمام تر انحصار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے ہی ان کی قائم کردہ جماعت علماء کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔

انگریز تاجروں کے تخریبی ہتھکنڈے

انگریز جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی اجتماعی طاقت کے ساتھ ۱۶۰۸ء میں ہندوستان میں تجارت کے لئے داخل ہوئے تھے ۱۶۶۳ء میں اس قابل ہو گئے کہ ہر قسم کی دست درازیوں اور اشتعال پر اُتر آئے اور حکومت وقت سے جنگ کے لئے پَر تولنے لگے، تاہم عالمگیر کے عہدِ حکومت تک انہیں سیاسیات میں دخل اندازی کا پُورا پُورا موقعہ نہ ملا، اگرچہ درپردہ وہ حکومت کی بعض باغی طاقتوں مثلاً مرہٹوں وغیرہ کو اکساتے رہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب مرہٹوں نے شیواجی کی قیادت میں دفعتاً سورت پر حملہ کر کے وہاں کے تاجروں اور باشندوں کو لوٹا تھا تو انگریز تاجروں کی کوٹھیاں محفوظ چھوڑ دی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کی انگیخت پر ہی یہ خفیہ چھاپہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق مرہٹوں نے مارا تھا۔

بہرحال یہ واقعات فی الحال میرا موضوعِ بحث نہیں۔ میں صرف یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ شروع دن سے ہی انگریزوں کے کیا عزائم اور کیا مقاصد تھے؟ وہ کس طرح ہندوستان کے جسدِ سیاسی میں نفوذ کر جانے کے درپے تھے؟

علماء کی بالغ نظری

ٹھیک ان ہی دنوں میں علماء کا گروہ بھی یہ کوشش کر رہا تھا کہ ملک کا نظام سیاسی اسلام پر قائم ہو جائے اور اسلام کی برتری کے ذریعہ تمام مفاسد کا سدباب کر دیا جائے۔ یہاں سے علماء کی بالغ نظری اور ان کے کاموں کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

برصغیر میں طوائف الملوکی کا دور

عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان میں مغلوں کی سیاسی قوت کا اضمحلال شروع ہو گیا اور پورا ملک تیزی سے طوائف الملوکی کی گرفت میں چلا گیا۔

اس زمانہ میں نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا وسط ہند اور مہاراشٹر میں مرہٹوں نے غلبہ حاصل کیا۔ مختلف صوبوں کے گورنر خود مختار بن گئے۔ شمالی ہند میں سکھوں کی فوجی ٹولی نے سر اٹھایا اور انگریزوں نے کھل کر ہندوستان کے ان سیاسی حالات میں دخیل ہونا شروع کر دیا۔

آنے والے انقلابی دور کے لئے شاہ ولی اللہؒ کا انقلابی پروگرام

مسلمانوں کی قوت کا یہ ہمہ گیر سقوط سخت تشویشناک تھا، لیکن اس پر گہری نظر کس نے ڈالی؟ طبقہ علماء کے اس عظیم سپوت نے جسے ہم شاہ ولی اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ مفکرِ اعظم اور نابغۂ دوراں اٹھارویں صدی کی ابتدا میں پیدا ہوا اور ۱۷۶۳ء میں وفات پا گیا۔ ۱۷۸۹ء کا انقلاب فرانس، شاہ صاحبؒ کے پچیس سال بعد برپا ہوا جسے جمہوریت و آزادی کا نشانِ راہ کہا جاتا ہے اور اشتراکیت کا بانی کارل مارکس پون صدی کے بعد پیدا ہوا جسے اقتصادی اور معاشی انقلاب کا داعی اوّل بتایا جاتا ہے لیکن کیا یہ بات قابلِ توجہ نہیں کہ انقلاب فرانس سے ۵۰ سال قبل اور بانیٔ اشتراکیت سے سو سال پہلے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے آنے والے دَور کے لئے اسلام کے سیاسی اقتصادی، معاشی اور تہذیبی نظام کے وہ عالمگیر اصول مدوّن کر کے پیش کر دیے تھے جو قوموں کے پیچیدہ مسائل کا بہترین حل اور انسانیت کی نجات کے سب سے بڑے ضامن ہیں۔

افسوس ہے کہ پریس اور پروپگنڈے کی وہ طاقت جو کارل مارکس کے متبعین کو حاصل ہوئی اور انقلاب فرانس کے داعیان نے استعمال کی حضرت شاہ صاحبؒ کے افکار کی اشاعت کے لئے میسر نہ آسکی ورنہ شاید دنیا کی تاریخ آج کچھ اور ہوتی۔

بہرحال جیسے جیسے اس سرزمین پر انگریز کے قدم بڑھتے اور مضبوط ہوتے گئے ویسے ویسے شاہ صاحبؒ کی قائم کردہ جماعت علماء کی کوششیں بھی تیز تر ہوتی گئیں۔

شاہ صاحبؒ نے حالات کا نہایت گہرا مطالعہ فرمایا جیسا کہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"احوال ہند بر ما مخفی نیست
کہ در مولد و منشا فقیر است،
بلاد عرب نیز دیدیم و احوال
مردم ولایت افرنگ از ثقات
اینجا شنیدیم"

اور حال و مستقبل کے رجحانات کا جائزہ لے کر اسلامی فکر و عمل کا مکمل دستور آپ نے پیش فرمایا نیز اس پر مبنی ایک جماعت کی تشکیل بھی کی۔

ولی اللّٰہی تحریک کے ارکان اوّل

ان کے زمانہ میں اس جماعت کے

ارکان خاص مندرجہ ذیل علماء تھے جن کا دائرہ اثر دور دور تک وسیع و عریض تھا۔

۱۔ مولانا محمد امین صاحب کشمیری۔ یہ شاہ صاحبؒ کے جاں نثار ساتھی تھے اور شاہ صاحبؒ کے بعد ان کی قائم کردہ جماعت کے مربی رہے۔

۲۔ مولانا محمد عاشقؒ صاحب پھلت ضلع مظفر نگر کے رہنے والے اور شاہ صاحبؒ کے عزیز ترین مخلص رفیق اور ان کے نظریات انقلاب کے زبردست حامی، شاہ صاحبؒ کے بعد انہوں نے بھی جماعت ولی اللہی کی خصوصی تربیت فرمائی۔

۳۔ حضرت مولانا شاہ ابو سعید (رائے بریلی) آپ ہی کے نواسے حضرت سید احمد شہیدؒ تھے۔ انگریزوں کے خلاف سلطان ٹیپو اور اس کے والد کی جد و جہد کی تہ میں آپ کی رہنمائیاں کام کر رہی تھیں۔

۴۔ حضرت مولانا نور اللہ صاحب بڈھانہ (ضلع میرٹھ) آپ ہی کے پوتے مولانا عبد الحیٔ تھے جو سید احمد شہیدؒ کے دو بڑے ساتھیوں میں ایک ہوئے۔

۵۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب حضرت شاہ صاحب کے فرزند جلیل اور آپ کے بعد آپ کے جانشین اور آپ کی جماعت کے قائد اعلیٰ۔

۶۔ حضرت مولانا مخدوم صاحب لکھنوی۔

ولی اللّٰہی تحریک کا وسیع حلقۂ اثر

شاہ صاحبؒ کی یہ تحریک اقطاع ہند وسط ایشیا اور بلاد عرب تک پھیل گئی تھی اس لئے ان اکابر کے علاوہ دور و قریب کے بے شمار علماء اس سے وابستہ تھے جن کی تفصیل بڑی طوالت چاہتی ہے۔

اس تحریک کے مراکز دہلی کے علاوہ اودھ، جنوبی ہند، سندھ اور بیرون ہند کے کئی مقامات تھے۔

تحریک کا نقطۂ آغاز

شاہ صاحبؒ کی اس تحریک کی تنظیم کا نقطۂ آغاز ایک دینی مدرسہ سے ہوا اور یہی سلسلہ بعد کے ادوار میں دعوت و ارشاد کا مرکز بنتا چلا گیا۔

عالمگیرؒ کا عہد

۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے وفات پائی اور شاہزادوں کی جنگ اقتدار نے یورپ و ایشیا کی اس سب سے بڑی خوش حال سلطنت کی بنیادیں ہلا دیں — عظیم ترین انسانوں کی ہمیشہ یہ بدقسمتی رہی ہے کہ ان کے وارث و جانشین اکثر نااہل ثابت ہوتے ہیں۔ عالمگیر وسیع ترین مغل سلطنت کا فرمانروائے اعظم تھا اور ان تمام صفات سے متصف تھا جو اتنے بڑے فرمانروا میں ہونی چاہئیں۔ ساتھ ہی وہ نہایت متشرع اور پابند دین مسلمان تھا۔ سلطنت اس نے قوت بازو سے حاصل کی تھی اور ۵۰ سال تک اس عظیم سلطنت کا نظام سنبھالے رہا۔ اس کی ذمہ داریوں کے مشیر اور اس کی دینی زندگی کے راہنما علمائے کرام ہی تھے اور اس نے بھی علماء کے ساتھ اپنے تعلق و نیاز مندی کو آخر وقت تک قائم رکھا۔

عالمگیر کے بعد سلطنت مغلیہ کا دور زوال

لیکن بہرحال ایک بڑی سلطنت کا کمزور ہونا ایک پہاڑ کے ٹوٹنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ایک معمولی دیوار اگر گرے تو سنبھالی جا سکتی ہے لیکن اگر ایک پہاڑ ٹوٹنے لگ جائے تو اسے کسی طرح بھی قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ ہندوستان کی مغل سلطنت ہی نہیں دنیا کی ہر بڑی سلطنت کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے جب وہ سلطنت کمزور ہوئی تو پھر کسی کے سنبھالے نہ سنبھل سکی۔

اکبر سے عالمگیر کے عہد تک تو اس سلطنت کا وہ دور تھا جب اسے اسلام کی بنیادوں پر ہمیشہ کے لئے استوار کیا جا سکتا تھا لیکن عالمگیر کے بعد اس کی یہ حیثیت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر اس حقیقت پر تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی تحریروں میں اس سلطنت کو "لعب صبیان" کا نام دیا ہے اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اسے "سلطنت خائنہ" سے تعبیر کیا ہے اور ایک نئے اسلامی انقلاب کو ہی اپنی جد و جہد کا مقصود قرار دیا۔

انگریز اور علماء کے مابین کشمکش

بہرحال عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان کی جو حالت ہوئی اس میں امراء اور راجگان ہند کی آویزش باہمی تو محض ایک جملہ معترضہ کی حیثیت رکھتی ہے، اصل معرکہ انگریزوں اور ولی اللہی جماعت کے علماء کے درمیان تھا اور دو منظم قوتیں ہی اس وقت میدان عمل میں تھیں۔

ایک انگریز کی قوت جو تمام مادی وسائل و ذرائع سے لیس اور خفیہ مکاریوں اور چالاکیوں میں طاق تھی۔ دوسری ولی اللہی جماعت علماء کی طاقت جو اگرچہ نظم و ضبط میں انگریزوں سے بھی فائق تھی لیکن دوسرے وسائل و ذرائع سے بالکل تہی تھی۔

انگریزوں کی ابتدائی منافقانہ پالیسی

۱۷۰۷ء سے ۱۷۵۷ء تک انگریزوں

کی پالیسی نیم تجارتی اور نیم سیاسی رہی، لیکن جنگ پلاسی کے بعد جو ۱۷۵۷ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ اور انگریزوں کے درمیان ہوئی اور جس میں انگریزوں کی فاش شکست سراج الدولہ کے وزیر غدار میر جعفر کی خفیہ سازباز کی بدولت فتح میں تبدیل ہو گئی، انگریزوں کی سیاست نے غلبہ کی صورت اختیار کر لی۔ نوابان و راجگان ہند کی باہمی آویزشوں نے ان کی سیاسی اثر و نفوذ کو بڑھنے کے لئے شاندار موقع بہم پہنچایا۔ دہلی کی مرکزی طاقت ۱۷۳۸ء میں ہی نادر شاہ ایرانی کے حملے اور قتل و غارت گری کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے مضمحل ہو کر رہ گئی تھی۔

انگریزوں کے غلبہ کو روکنے کیلئے علماء کرام کی سعی و کوشش

یہی دور ہے جب کہ دہلی میں علماء کی تنظیم مستقبل کا پروگرام مرتب کر رہی تھی۔ یہ ہی زمانہ ہے کہ شاہ ابوسعید اور ان کے صاحبزادے مولانا ابواللیث سلطان حیدر علی اور سلطان ٹیپو کی مجاہدانہ یلغاروں کی حمایت و معاونت کر رہے تھے۔

یہی عہد ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایما پر سید احمد شہیدؒ، نواب امیر علی خان کی جنگجویانہ بزم آرائیوں کو انگریز کے خلاف قائم رکھنے کی کوشش میں مصروف تھے۔

۱۷۵۷ء سے ۱۸۳۲ء تک اگر ایک طرف انگریز رئیسان ہند کے کسی ایک گروہ کی حمایت اور دوسرے کی مخالفت کرکے اپنے اقتدار اور بالادستی کی راہ ہموار کر رہا تھا تو دوسری طرف علماء دین انگریز کے ان عزائم کے خلاف بعض محب وطن عناصر کو مقابلہ پر آمادہ کرنے میں لگے ہوئے تھے اور خود تنظیم جہاد اور اصلاح ملت کی تحریکیں چلا رہے تھے۔ سلطان ٹیپو کی انگریزوں کے خلاف جنگ اور امیر علی خان کا ان سے مقابلہ علماء کی ترغیب کا ہی نتیجہ تھا۔

۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو شہید کر دیا جاتا ہے اور اس کی سلطنت کے کارپردازان اعظم انگریز سے سازباز کر لیتے ہیں۔ اس کی مملکت ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاتی ہے اور اس کے وارث نظربند کر دیے جاتے ہیں۔

۱۸۱۸ء میں امیر علی خان بھی انگریزوں سے صلح کر لیتا ہے اور ہندوستان کی چھوٹی بڑی طاقتیں انگریز کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتی ہیں۔ دہلی کی برائے نام مرکزی بادشاہت بھی انگریز ریذیڈنٹ کی بالادستی کے تحت چلی جاتی ہے۔

علماء بنگال کا جہاد

بنگال کی فرائضی تحریک جسے مولانا شریعت اللہ نے ۱۸۰۴ء میں قائم کیا اور ان کے جانشین دھودو میاں نے اسے جاری رکھا انگریزوں سے ٹکرا کر ختم ہو چکی ہے۔ ان پے درپے ناخوشگوار واقعات کے ظہور کے دوران حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنا وہ مشہور اور تاریخی فتویٰ صادر فرمایا جس کی رو سے ہندوستان دارالحرب قرار دے دیا گیا تھا اور مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہ گیا تھا کہ وہ یا تو متغلب کافر طاقت سے جہاد کریں یا اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ فتویٰ کی اس عبارت کا یہاں نقل کر دینا ناظرین کے لئے استفادہ سے خالی نہیں ہوگا۔ یہ فتویٰ فارسی زبان میں فتاویٰ عزیزی جلد اوّل ص۱۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی میں موجود ہے اس کا اردو ترجمہ یہاں نقل کرتا ہوں۔

انگریزی غلبہ کے خلاف

امام العلماء کا فتویٰ جہاد

"یہاں امام المسلمین کا حکم قطعی جاری نہیں ہے۔ انگریز افسران کا حکم بے دھڑک چلتا ہے۔ احکام کفر کے اجراء سے یہ مطلب ہے کہ مقدمہ، ملک داری، انتظام رعایا، وصول خراج و باج، عشر و اموال، تجارت، قزاقوں اور چوروں کے فیصلے، باہمی مقدمات کے تصفیہ، جرائم کی سزاؤں وغیرہ میں یہ لوگ بطور خود حاکم و مختار ہیں۔

اگرچہ چند احکام اسلام مثلاً نماز جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ وغیرہ سے وہ کوئی تعرض نہیں کرتے ہیں، لیکن ان امور کی اصل جس پر قائم ہے وہ ان کے نزدیک بے حقیقت اور ان کے ہاتھوں غارت ہے مثلاً مساجد و عبادت گاہیں بے تکلف منہدم کر ڈالتے ہیں۔ کوئی مسلمان یا غیر مسلم ان کی اجازت کے بغیر شہر و اطراف میں داخل نہیں ہو سکتے۔

الغرض دہلی سے کلکتہ تک ان کی عملداری ہے۔ چنانچہ اب یہ ملک دارالاسلام یا دارالامن کے بجائے دارالحرب بن چکا ہے اور آئندہ یہاں دارالحرب کے احکام جاری ہوا کریں گے۔"

اس فتوے کے بعد جہاد کی زبردست تیاریاں کی گئیں۔ سید احمد شہیدؒ جماعت مجاہدین کے امیر و امام مقرر ہوئے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ان کے دست راست اور علماء کی ایک عظیم جماعت ان کی رفیق و معاون بنی۔ اس جہاد کی تفصیلات کے بارے میں کئی کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔"

باقی آئندہ شمارہ میں

الٰہی بخش ساجد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قانون دان

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے یہ بات فراموش نہیں کی جا سکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اطہر تاریخ انسانی کی جامع ترین اور کامل ترین شخصیت کی سیرت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ساری دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ذریعہ رشد و ہدایت ہے جس میں ہمیشہ سے انسانوں کے لئے ہدایت موجود رہی ہے اور رہے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند قدوس نے ایسے وقت میں دنیا کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا جب انسانیت بربریت و خونریزی کی پُرخار وادیوں اور ظلمت و تاریکی کی گہرائیوں میں غرق ہوتی جا رہی تھی۔ عرب معاشرہ زبوں حالی، درماندگی، بے بسی اور بے کسی کا شکار تھا۔ معاشی اور معاشرتی افراتفری عام تھی۔ مذہبی و سیاسی لحاظ سے حالت ناگفتہ بہ تھی۔ آباؤ اجداد کی تقلید جامد میں سالہا سال تک ایک دوسرے کی عزت سے ہولی کھیلنا ان کا وطیرہ بن چکا تھا۔ بیٹے وراثت میں باپ کی منکوحہ کے حقدار ٹھہرتے تھے۔ طاقتور کمزور پر ہر لحاظ سے غالب تھا۔ کسی کو کسی کی عزت کا پاس نہ تھا۔ گویا کہ پورا عرب معاشرہ گمراہیوں اور سیہ کاریوں میں مبتلا تھا۔ ایسے وقت میں خدائے بزرگ و برتر نے اپنے بندوں پر اپنے لطف و کرم کا معاملہ فرماتے ہوئے سید الانبیاء شافع یوم جزا خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اپنی مخلوق پر احسانِ عظیم فرمایا۔

آفتابِ رسالت طلوع ہوا۔ ان کی پیدائش کیا تھی کہ پوری کائنات نے اس ظہور قدسی کے سامنے ادب سے سر جھکا دیا۔ یہ اس عظیم ہستی کی آمد تھی جس نے ظلمت اور گمراہی کے اندھیروں کو عرفان و ایقان کی نور سحر میں بدل دیا۔ وہ فخر موجودات پیدا ہوئے۔ انہوں نے دنیا کو غم و غربت کے دوزخ سے نکال کر آرام و سکون کی فردوس میں پہنچا دیا۔ وہ پھول کھلا جس کی نکہت خیزیوں اور عطر بیزیوں نے تمام عالم کو معطّر کر دیا۔ وہ ہستی ظہور پذیر ہوئی جس کی تعریف و توصیف خود خالقِ کائنات نے فرمائی ہے۔ سچی بات تو یہی ہے کہ جس کی تعریف خود رب ذوالجلال نے کی ہے اس کی تعریف ایک عاجز انسان کیا کر سکتا ہے ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داعی توحید بن کر آئے۔ آپؐ نے لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر کا پیغام دیا۔ اس پر مشرکین مکہ آپؐ کے جانی دشمن بن گئے، لیکن آپؐ نے اپنی بے مثل قیادت اور بے نظیر شخصیت سے پورے جزیرہ نمائے عرب میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ مُردہ دنیا کو زندہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکمّل و متوازن شخصیت سے پورے عرب کو اپنا مطیع و گرویدہ بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکری و انقلابی پروگرام میں جہاں ایک طرف روحانیت ہے تو مادیت بھی ہے، معاد ہے تو معاش بھی ہے، دین ہے تو دنیا بھی ہے، اگر اجتماعی نظم ہے تو فرد کے حقوق کا احترام بھی ہے، اگر ہمہ گیر مذہبیت کے ساتھ ساتھ ہمہ گیر سیاست بھی ہے، مظلوموں کی دادرسی ہے تو ظالموں کا ہاتھ پکڑنے کا اہتمام بھی ہے۔

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ سے دنیا کے ایک عالم، ایک حاکم، ایک امیر، ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک غلام، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک واعظ، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب، ایک معلّم، ایک لیڈر، ایک جج اور ایک قانون دان یکساں درسِ حکمت و عمل لے سکتا ہے۔ ہمارا موضوع بھی یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قانون دان کی حیثیت سے پیش کرنا ہے کہ آپ نے کس طرح اپنی قدآور اور عظیم شخصیت سے لاقانونیت کے شکار عرب معاشرہ کو اصول و ضوابط کا پابند بنا دیا۔ یہ وہ اصول

ضوابط ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی معاد و معاش کو ایک صحیح نہج پر استوار کر سکتے ہیں۔ یہ زرّیں قوانین و قواعد ساری دنیا کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ خداوند قدوس ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول و ضوابط پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آفاقی قانون دان صلی اللہ علیہ وسلم

نیکی و بدی کی جنگ بہت پرانی ہے۔ یہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک رہے گی۔ اس جہانِ رنگ و بو میں نیک اور بد لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ حضرت انسان نے جب زمین پر قدم رکھا تو دنگا و فساد کے ہنگامے برپا کر دیئے اور ابھی تک وہ اس راہ پر گامزن ہے۔ انسانی فطرت کے اس پہلو میں بھی کوئی نہ کوئی راز تھا جسے خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اگر بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوعِ انسان کی تخلیق کے بعد کوئی سیاسی ادارہ ایسا نہ تھا جو معاشرہ میں امن و عافیت اور نظم و نسق قائم رکھتا ہو۔ دوسروں کے حقوق کی پامالی اور خلاف ورزیوں کو دیکھ کر ان کی دیکھ بھال کرتا۔ اس مقصد کے لئے خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیغمبروں کو بنی نوعِ انسان کی راہنمائی کے لئے بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ کریں۔ پیغمبروں کا یہ سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ کو ایک مکمل ضابطۂ حیات (اسلام) دے کر بھیجا، جو بے شک ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے۔ حیاتِ انسانی کا کوئی گوشہ اس کی گرفت سے باہر نہیں۔ یہ نظام ہر لحاظ سے ہر فرد کے لئے ہر زمانہ اور مقام کے لئے قابلِ عمل اور ذریعۂ رشد و ہدایت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں دنگا و فساد کرنے والوں کو زرّیں قوانین عطا کئے۔ ظالموں کے لئے سزائیں مقرر کیں مظلوموں کو ان کے حقوق دلوائے۔ خداوند قدوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات اور قوانین کو ہر زمانے اور ہر مقام کے لئے مفید اور کارآمد بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قانون ایک مکمل دستاویز بن گیا۔ اس سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جو کچھ رسول تم کو دے مضبوطی سے پکڑے رہو، اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔
(الآیۃ)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (الآیۃ)

جس نے رسول کی اطاعت کی فی الحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

گویا ان آیاتِ قرآنی سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلامی قانون سنّتِ رسولؐ کے بغیر نامکمل رہتا ہے اس لیے یہ قرآن مجید کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا عظیم قانونی ماخذ ہے۔ "سنّت" سے مراد ہر وہ بات ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے کہی، ہر وہ فعل جو آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ظہور پذیر ہوا ہے اور ہر وہ رائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے بارے میں قائم کی۔

علمِ قانون کے جتنے شعبوں پر آج انسانی تصور پھیل چکا ہے، ان میں سے کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں اسلام نے ہماری راہنمائی نہ کی ہو۔ اسلام کے اوّلین قانون ساز کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مذہبی، سیاسی، معاشی، معاشرتی غرضیکہ ہر قسم کے معاملات میں ان کی راہنمائی کی۔ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے تقاضوں کا خیال رکھا۔ آپؐ کے قانونی ملفوظات تشریعی قوانین کا ذریعہ بن گئے جن پر تمام اسلامی آئین کی بنیاد قائم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب، معیشت، سیاست، معاشرت اور روزمرّہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات سے متعلق ایسے قانونی نکات بیان فرمائے کہ بڑے بڑے قانون ساز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طفلِ مکتب نظر آتے ہیں۔

عام قانون کے جتنے بھی مہذب نظام دنیا میں رائج ہیں ان سب میں معاہدے کا سب سے اہم عنصر رضامندی ہوتا ہے لیکن قانون کی رُو سے رضامندی کا مفہوم اس شخص کی رضامندی سے ہوتا ہے جو زیرِ معاہدہ لین دین سے ظہور میں آنے والے نفع و نقصان کا صحیح اندازہ لگانے کا اہل ہو۔ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میری اُمّت کو اس ذمّہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے جو کسی قسم کے دباؤ، فریب اور غلطی سے ظہور میں آتی ہے۔"

اس اصول کی تہ میں اصل منشاء یہ ہے کہ معاہدے میں شریک ایک فریق کو بیجا نقصان سے بچایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نافذ کیا کہ:

"فروخت کی جانے والی شے فروخت کے موقع پر موجود ہونی چاہیئے اور بعد میں مہیا کی جانے والی چیز کی خوبی و خامی واضح طور پر بیان کی جائے۔"

معاہدہ فسخ کے اختیار کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک دونوں فریقین لین دین کے مقام سے چلے نہ جائیں، فسخ کرنے کا انہیں اختیار

حاصل ہے، لیکن اگر کسی اور صورت میں اس اختیار کو کام میں لانے سے متعلق کوئی شرط ہے تو پھر وہ معاہدے کی شرط ان کو پابند کئے رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر زور دیا کہ فروخت کی جانے والی شئے میں اگر کوئی نقص ہو تو اسے ظاہر کر دیا جائے۔ اگر مشتری کو خریدنے کے بعد نقص کا پتہ چل جائے تو وہ نقص کے انکشاف پر معاہدہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض لوگ اپنی دکانوں میں فروخت کا مال پھیلا دیتے تھے۔ خریدار ان چیزوں پر کنکریاں پھینکتے جن کو وہ خریدنا چاہتا اور کنکری جس شئے پر لگ جاتی وہ فروخت شدہ سمجھی جاتی تھی۔ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام معاملات کو غیر قانونی قرار دیا جن میں قیاس آرائی، سٹہ بازی یا قماربازی کا شائبہ پایا جاتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانوروں کی فروخت کو ممنوع قرار دیا جو شکم مادر میں ہوں، ان پھلوں کی فروخت کو جو غیر پختہ ہوں اور مچھلیوں کو جو پانی میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجوروں سے خشک کھجوروں کے تبادلے کو یا ان کھجوروں کا جو ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی ہوں ان کھجوروں سے جو حقیقتاً چل چکی ہوں تبادلے کو ممنوع قرار دیا کیونکہ اس قسم کے لین دین میں قیاس آرائی کا عنصر پایا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی چیز پر بولی لگانے کی اجازت نہیں دی، جس پر کسی دوسرے شخص سے بات چیت ہو رہی ہو۔ یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ بولی دینے والا صرف فروخت کنندہ کی ایما پر یا مفاد کے لئے ایسا کر رہا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب کسی ایسے کام کی اجرت طلب کرنا ناجائز ہے جو بجائے خود حرام ہے، مثلاً بت بنانا یا شراب کشید کرنا کسی صورت شراب یا کتے کی فروخت پر کسی قیمت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قانونی اصول کو ایک قانونی جملہ میں بیان کیا ہے کہ:

"نفع ذمہ داری کے ساتھ ملتا ہے۔"

اب اگر مندرجہ بالا امور کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر تاجر یا مشتری کا روزمرہ زندگی میں ان امور سے واسطہ پڑتا ہے اور کون ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اپنا کاروبار چلاتا ہے۔ آج ایک افراتفری کا عالم ہے، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی عام ہے۔ شراب کشید کرنے کی بھٹیاں اور کتوں وغیرہ کی فروخت اور دوسرے سینکڑوں امور جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کھلے بندوں ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ایک ایسا ملک جہاں نظام اسلام کے نفاذ کے چرچے ہو رہے ہوں وہاں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو نظر انداز کرنا خود اسلام سے کتنا بڑا مذاق ہے۔ اگر ہم اپنے انفرادی و اجتماعی امور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو سامنے رکھ کر اپنی معیشت کو چلائیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارے معاشی مسائل حل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیوالیہ کے قانون کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حضرت معاذؓ کی جائیداد اپنے قبضہ میں کر لی، اسے فروخت کر کے رقم کو ان کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی دیا کہ اگر کوئی قرض خواہ اپنا مال کسی دیوالیہ مقروض کے قبضہ میں پائے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے واپس لے لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کنوئیں کا پانی، خودرو گھاس اور آگ مشترک املاک ہیں۔ نہر کے پانی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ساحلی کھیتوں کے سب مالکوں کی ملکیت ہے، البتہ ایک شخص اپنے کھیت میں آبپاشی کے لئے نہر کا پانی اسوقت تک روک سکتا ہے جب تک کہ کھیت میں وہ ٹخنوں تک نہ آ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کی زمین میں مداخلت بیجا کو ممنوع قرار دیا، البتہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا قطعہ زمین جو کبھی کسی کے قبضے میں نہ رہا ہو یا زیر کاشت نہ آیا ہو تو کوئی بھی مسلمان اس پر کاشت کر سکتا ہے۔ یہ بات عام قانون کے مشہور اصول کے مطابق ہے جس کے تحت زمین پر پہلے "قابض" کی ملکیت کو تسلیم کیا جاتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال سے زیادہ مدت کے لئے بھی پٹے کی اجازت نہیں دی۔ اگر کسی درخت کے پھل پٹے پر دیئے جائیں اور وہ پھل آفات قدرتی سے ضائع ہو جائیں تو مالک کو لازم ہوگا کہ وہ پٹے کی رقم پٹہ لینے والوں کو واپس کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری اعلان اور تشہیر کے بغیر سامان کے تصرف کی مذمت کی کیونکہ ایسا فعل امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز ملے جس کا کوئی دعویدار نہ ہو تو اس کا فرض ہوگا کہ وہ چالیس دن تک اعلان کرتا رہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق ایک سال تک اعلان کرتا رہے۔ اس دوران اگر اصل مالک آ جائے تو

استعمال شدہ سامان کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وارثوں کے حق میں وصیت کرنے کو منع فرمایا ہے جو فرمانِ الٰہی کے بموجب پہلے سے وارث ہوں کیونکہ اس طرح سے دوسرے وارثوں کے حصص میں کتر بیونت ہوسکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کوئی مشرک کسی مسلمان کے مال و متاع کا وارث نہیں بن سکتا اور اسی طرح مسلمان کسی مشرک رشتے دار کی جائیداد کا وارث قرار نہیں پا سکتا۔ کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے مال و متاع کا وارث نہیں بن سکتا جسے اس نے مار ڈالا ہو۔ ذرا غور کیجئے کہ کیسا اچھا اصل قانون ہے کیونکہ اس ممانعت کے بغیر یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ وارث جلد حق وراثت حاصل کرنے کے لئے کہیں اپنے اسلاف کو ہلاک نہ کردیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع کردہ ایک اور قاعدے کے مطابق اگر کوئی وارثِ جائیداد شکمِ مادر میں ہو تو اس کی پیدائش کے وقت تک متوفی کی جائیداد پر حق وراثت کے فیصلے کو ملتوی رکھا جائے گا۔ اگر وہ زندہ پیدا ہوا تو جائیداد پر اس کا حق ہوگا اور مردہ ہونے کی صورت میں اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاعدے کے مطابق وہ بچہ مردہ تصور ہوگا جو شکمِ مادر سے باہر آنے کے بعد چیخ کرنے سے پہلے مرجائے۔ ایک ناجائز طور پر پیدا ہونے والا بچہ جائیداد کا وارث نہیں ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبادلہ کی شادی کو ممنوع قرار دیا ہے اور شادی کے معاملے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر وہ شخص جو مہر ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور بیوی کا خرچہ برداشت کرسکتا ہو وہ ضرور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو۔ اس سے کتنی ہی برائیوں اور بداخلاقیوں کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔

مہر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک قرضہ ہے اور اسے تمام دوسرے قرضوں پر ترجیحی حیثیت حاصل ہے اور یہ نکاح کے ضمن میں ایک لازمی شرط ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں مہر کے بارے میں بھی عجیب عجیب قیاس آرائیاں اور نکات بیان کئے جاتے ہیں اور بعض اجڈ لوگ تو "سوا بتیس" کو ہی مہر سمجھتے ہیں اور بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو مہر کو بیوی کو ادا کئے بغیر یا معاف کرائے بغیر ہی دنیا سے کوچ کرجاتے ہیں حالانکہ مہر خاوند پر ایک قرضہ ہے جس کا ادا کرنا یا بیوی سے معاف کرانا بہت ضروری ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی معافی بیوی کی رضامندی سے ہو گی کسی جبر یا ظلم کا نتیجہ نہیں ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کی مذمت کرتے ہوئے خدا کے نزدیک اسے سب سے زیادہ قابلِ نفرین فعل قرار دیا۔ اور اس کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی جب ایسا نہ ہونے کی صورت میں ازدواجی زندگی ناقابلِ برداشت ہو۔

قرآن پاک میں تمام جرم گنوائے گئے ہیں اور ہر جرم کی سزا مقرر کی گئی ہے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجداری قانون کے چند اصول بیان کئے ہیں۔ اگر کسی حاملہ عورت کو مار ڈالا جائے تو آپؐ کے فرمان کے مطابق رحمِ مادر میں مرنے والے بچے کا قصاص بھی قابلِ ادائیگی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی سخت سزا مقرر کی ہے اور جرم کی نوعیت کو سمجھنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ تاہم آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ منصف کے لئے بہتر ہے کہ وہ غلطی سے مجرم کو بری کردے بہ نسبت اس کے کہ وہ غلطی سے کسی کو سزا دے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قانون حق شفعہ کے شارع ہیں کیونکہ آپؐ سے قبل قانون کی یہ شق کہیں رائج نہیں تھی۔ آپؐ کے وضع کردہ اس قانون کے تحت کسی جائیداد، غیر منقولہ زمین یا مکان کے ایک حصہ دار کو یہ ترجیحی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے ساجھی کا حصہ خرید لے۔ اجنبی لوگ صرف دوسرے حصہ داروں کی رضامندی پر یا خریداری سے ان کے انکار پر خرید سکتے ہیں۔ اسی اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خریداری کا ترجیحی حق ان لوگوں کو دیا جنہیں بیچنے والے کے ساتھ ساتھ فروخت ہونے والی جائیداد پر اوپر سے ہو کر گزرنے کا حق حاصل ہو۔ یہ قاعدے اس لئے وضع کئے گئے ہیں تاکہ اجنبی لوگوں کو حصہ داری سے الگ رکھا جائے۔ اس قاعدے پر عمل کرنے سے تنازعات کے تمام راستے مسدود ہوجاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی معاہدوں سے انحراف کی مذمت کی۔ دورانِ جنگ میں آپؐ نے عورتوں، بچوں، ضعیفوں اور مذہبی راہنماؤں کو قتل کرنے سے منع کیا۔ آپؐ نہ صرف انسانوں کے لئے باعثِ رحمت و شفقت تھے بلکہ آپ نے پھلدار اور سایہ دار درختوں تک کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ اور عبادتِ الٰہی کے مخصوص مقامات خواہ وہ غیر مسلموں کے ہوں، کو منہدم کرنے کی ممانعت کردی ہے۔

اپنی مثال آپ ہے تیرا ثانی نہیں
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

باقی صفحہ ۲۷ پر

شہر شہر سے — ترتیب: قمر ہاشمی

اسلامی قوانین پر عمل کی ذمہ داری اسلام پر نہیں انتظامیہ پر ہے

مختلف مقامات پر جماعتی اجتماعات سے مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے جنوری ۱۹۸۱ء کے دوران جہلم پشاور، راولپنڈی اور فیصل آباد کے علاوہ ضلع گوجرانوالہ کے مقامات نوشہرہ سانسی، تتلے عالی، وزیر آباد اور نوشہرہ ورکاں میں متعدد تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا اور جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں سے تنظیمی امور پر بات چیت کی۔

انتقال اور تعزیت

پیرِ طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف گذشتہ دنوں سردار فضل محمود صاحب ریٹائرڈ ایس۔ پی کی زوجہ صاحبہ کے انتقال پر ملال پر اظہار تعزیت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ آپ نے مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت فرمائی اور پسماندگان سے تعزیت کرتے ہوئے صبر جمیل کی تلقین کی۔

مرسلہ۔ رانا مبارک علی احمد

ایجنسی ہولڈر

بلوں کی ادائیگی اگست کی دس تاریخ تک کر دیں۔ (ادارہ)

ترجمانِ اسلام میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(ادارہ)

تبدیلی پتہ

شاعر مجلس تحفظ حقوق اہلسنت جناب صوفی غلام حسین مخلص سے سابقہ پتے کی بجائے اب بخش کالونی نزد بستی علی محمد ارائیں کے پتے پر خط و کتابت کریں۔

سیرتِ طیبہ کی تقریبات

آزاد کشمیر میں مختلف طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی گئی بعض لوگوں نے جلسے، جلوس اور بعض نے جھنڈے لگا کر، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر کس طرح خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ خلفائے راشدین کا دور انتہائی تابناک اور سنہری دور ہے۔ اس میں ہمیں جو طریقہ ملتا ہے اس میں صرف یہی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات کو گھر گھر پہنچایا جائے۔ موجودہ طریق کار جو اہل بدعت نے ایجاد کر رکھا ہے اس سے سادہ لوح مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے دور کیا جا رہا ہے۔ حکومت کے کارندوں اور اہل علم حضرات کو چاہیئے کہ صحیح صورتحال سے مسلمانوں کو آگاہ کریں۔

مولانا محمد عبدالخالق

ممبر لوکل کونسل منگ

دعاء صحت کی اپیل

سید بشیر احمد کاظم ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کچھ عرصہ کافی دنوں سے علیل ہیں۔ قارئین سے دعا کی خصوصی اپیل کی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ مولانا حبیب اللہ فاروقی فاضل دیوبند خلیفہ مجاز حضرت پسروری بہت سخت بیمار ہیں، ان کے لئے بھی دعائے صحت فرمائیں۔

محمد انذر قاسمی

خطیب جامع مسجد حنفیہ کماراں

نزد چوک امام صاحب سیالکوٹ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے

(آزاد کشمیر) راولاکوٹ کی مرکزی جامع مسجد میں ایک جلسہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں زیر صدارت سردار مختار خان صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک قاری محمد حنیف خانصاحب نے کی۔

اس کے بعد مولوی محمد عبدالخالق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ان کے بعد خطیب پونچھ مولانا عبدالعزیز نے تقریر کی جو کہ ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ مولانا عبدالعزیز کی تقریر سامعین نے غور سے سنی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام محبت بھرے انداز میں پیش کیا۔

اسلامی معاشرہ
یا غیر اسلامی

حکومتِ پاکستان کی طرف سے اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن سے بار بار اعلان ہوتے رہتے ہیں کہ حکومت معاشرے کو اسلامی بنانے کے لئے مخلصانہ کوشش کر رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی قوم کی نئی نسل کو ایک گرتیے سہیل رعنا کے حوالے کر رکھا ہے جو لڑکوں اور لڑکیوں کو گانا سکھاتا ہے۔ جو بچے اور بچیاں طبلے کی تھاپ اور ہارمونیم کی تان پر تالیاں بجا بجا کر گائیں گی، اس نئی نسل سے اسلامی معاشرہ تو تشکیل نہیں پا سکتا، البتہ گلوکار اور گلوکارائیں، فلم ایکٹر اور ایکٹریسیں وجود میں آئیں گی۔ تو یہ کس قسم کا اسلامی معاشرہ ہوگا۔ یہ قوم کو تنزل پر لے جانے کا منصوبہ ہے۔ اقبال نے خوب کہا ہے ؎

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

مولانا عبدالحق
صدر نظام العلماء، حیدر آباد

نظام العلماء جھنگ
کی قراردادیں

گذشتہ دنوں مدرسہ تعلیم القرآن محلہ مومن پورہ (دوسری پٹڑی) میں زیر صدارت حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب امیر نظام العلماء جھنگ مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت حافظ عبدالرشید صاحب نے کی۔ مولانا محمد یٰسین صاحب ناظم اعلیٰ نظام العلماء جھنگ صدر نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔ نیز مورخہ ۱۳ مارچ ۸۱ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء نظام العلماء کے زیر اہتمام مفتی اعظم مفتی محمودؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور نوابزادہ نصراللہ خاں صاحب جامع مسجد مومن پورہ دوسری پٹڑی جھنگ صدر میں ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمائیں گے۔ اس کے انتظامات کو حتمی شکل دے کر انتظامات مکمل کر لئے گئے۔

قراردادیں

۱۔ نظام العلماء جھنگ کا یہ اجلاس محترم جناب استاذ الحفاظ حافظ بشیر احمد صاحبؒ کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اور تمام عمر ان کی قرآنی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۔ یہ اجلاس صدر ضیاء الحق کی طرف سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ریفرنڈم کی تجویز ---------- کی مخالفت کا اعلان کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس تجویز کی فوری واپسی کا اعلان کر کے قوم کو مطمئن کریں۔

حافظ الحدیث حضرت درخواستی مدظلہ
کی عیادت

سیرت کمیٹی فیصل آباد کے رہنما خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی جنرل سیکرٹری تنظیم اہلسنت پاکستان نے بہاولپور ہسپتال میں نظام العلماء کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی عیادت فرمائی اور بیرون ملک تبلیغی دورے اور مختلف دینی مسائل پر حضرت سے تبادلہ خیال فرمایا۔ مولانا ضیاء القاسمی نے حضرت درخواستی کو یقین دلایا کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ جس مشن کے لئے عمر بھر جہاد کرتے رہے ہیں۔ میں اور میرے رفقاء کرام ہمیشہ اس مشن کو زندہ رکھنے کی جدوجہد میں شامل رہیں گے۔ حضرت درخواستی نے مولانا ضیاء القاسمی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ مولانا ضیاء القاسمی کے ہمراہ عیادت کرنے والوں میں مولانا سید منظور احمد شاہ مرکزی راہنما ختم نبوت پاکستان مولانا قاری عبدالسلام۔ مولانا یار محمد عابد۔ مولانا غلام مصطفےٰ اور مولانا محمد یوسف شامل تھے۔

شکر گڑھ

گذشتہ دنوں جمعیۃ تقویۃ اسلام کے زیر اہتمام قائد تحریک نظام مصطفےٰ اور بطل حریت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مکی مسجد چوک بخاری شکر گڑھ میں زیر صدارت مولانا عبیداللہ خطیب فرقانیہ ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مفکر اسلام مفتی صاحب مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نظام العلماء کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرحیم نے کہا کہ قائد محترم نے ملت اسلامیہ کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ ملت اسلامیہ ہمیشہ ان پر ناز کرتی رہے گی۔ ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ میں ایسا رول ادا کیا کہ دنیا بھر کے مسلم ممالک خصوصاً ایران اور افغانستان کے عوام نے رہنمائی حاصل کر کے اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے بعد مولانا قاری عبدالحی عابد نے اپنے مخصوص انداز میں مفتی صاحب مرحوم اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کی خدمات سے عوام کو مفصل طور پر روشناس کرایا اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد لطیف اللہ ضیاء نے انجام دیئے۔

حافظ عبیداللہ
رکن نظام العلماء
تحصیل شکر گڑھ

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل ہی باعث نجات ہے

مولانا محمد ضیاء القاسمی

منکرین ختم نبوت کی سازشوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے، مولانا محمد شریف جالندھری

ارتداد کی سزا کو فی الفور نافذ کیا جائے: سید منظور احمد شاہ

مجلس تحفظ ختم نبوت اپنا مشن جاری رکھے گی، خطیب ربوہ مولانا اللہ وسایا اصلاحی

گذشتہ دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد الصادق بہاولپور میں مولانا غلام مصطفےٰ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنما مولانا محمد شریف جالندھری نے فرمایا کہ منکرین ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور انہیں تبلیغ کے نام پر ارتداد پھیلانے سے سختی سے روکا جائے۔

ممتاز عالم دین اور تنظیم اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد ضیاء القاسمی نے سیرت طیبہ پر مفصل روشنی ڈالی اور مولانا نے کہا کہ سیرت طیبہ پر عمل کر کے ہی مسلمان دین و دنیا میں فلاح و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میری تمام تر ہمدردیاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے مجلس کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز مبلغ مولانا سید منظور احمد شاہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت جہاں اور اسلامی قوانین نافذ کر رہی ہے حکومت کو چاہیئے کہ مملکت عزیز میں ارتداد کی سزا نافذ کر کے مرتدین کی حوصلہ شکنی کرے۔

جامع مسجد ربوہ کے خطیب اور مجلس کے فاضل مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دے گی اور ہر حال میں اپنا مشن جاری رکھے گی۔ انہوں نے ربوہ میں مجلس کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

مذکورہ بالا علماء کرام کے علاوہ مولانا یار محمد عابد، مولانا محمد یوسف صاحب خطیب غلہ منڈی بہاولپور، مولانا قاری محمد یوسف ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف بہاولپور اور دیگر علماء کرام نے بھی شرکت کی۔

الحمد للہ کانفرنس کامیاب رہی اور سٹیج سیکریٹری کے فرائض مجلس بہاولپور کے مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے جبکہ احمد بخش چشتی نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

اور کانفرنس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی، اور کھانے کا انتظام مقامی نوجوان در کردں حافظ محمد اسماعیل صاحب، محمد سلیم صاحب جیولرز نے کیا تھا، جبکہ مجلس کے مقامی راہنما حاجی ذکراللہ صاحب، حاجی سیف الرحمٰن صاحب حاجی عمر دین صاحب، صوفی اشفاق احمد صاحب اور مولانا غلام یٰسین نے انتظامات کے سلسلہ میں گہری دلچسپی لی۔

آہ مولانا ریاض احمد اشرفیؒ

دارالعلوم ربانیہ بھوئی گاڑ کے صدر الحاج حکیم احمد حسن قریشی انجمن ربانیہ کے ناظم صاحبزادہ حسین احمد قریشی خلف الرشید مفتی عبدالحیٰ مرحوم نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پاکستان کے ممتاز عالم دین اور صاحب طرز ادیب حضرت مولانا حافظ ریاض احمد اشرفیؒ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ حضرت حافظ صاحب کی مذہبی خدمات قابل قدر ہیں۔ انہوں نے اپنے بے نظیر قلم کے ذریعہ ملک کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں اللہ تعالےٰ ان کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔

ایک اور بیان میں دارالعلوم حقانیہ کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد علی سواتی کی وفات پر اظہار تعزیت اور ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

ایک اجلاس اور مطالبہ

گذشتہ دنوں گوٹھ شیر محمد خان کھنیو میں نظام العلماء اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا مولوی محمد حیات صاحب نائب امیر قریہ عبدالغنی شاہ ہوا۔

تلاوت کلام پاک قاری عبدالسلام صاحب نے کی۔ اس کے بعد مولانا خلیل احمد صاحب تلمیذ تخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن نے خطاب کیا۔

بعد ازاں مولوی حبیب اللہ لاشاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حق و باطل کا مقابلہ ازل سے ہوتا رہا ہے۔ اس لئے باطل کے مقابلہ پر ہر وقت ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ ہمارے اسلاف نے ہر محاذ پر اپنی جانوں کی بازی لگا دی۔ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ہمیں اپنے مال اور جان کو خدا کے دین پر اور باطل کو شکست دینے کے لئے قربان کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد مولانا محمد حیات صاحب نے دعاء خیر مانگی اور اجلاس ختم ہوا۔

مطالبہ

گوٹھ شیر محمد خان کھنیو کے قریب بجلی

گذرتی ہے۔ تین پول کی گنجائش بھی ہے لیکن انتظامیہ کی ٹال مٹول کی وجہ سے آٹھ سال ہوئے ابھی بجلی نہیں مل رہی ہے۔

ہم متعلقہ حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بجلی ملنی چاہیئے۔

ہماری ترقی اور خوشحالی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں مضمر ہے

چیڑ ہان آزاد کشمیر۔ جامع مسجد چیڑھان میں ایک روزہ سیرۃ النبی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا عظیم الشان اجلاس مولانا قاری محمد انور کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس قاری محمد صغیر کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔

مولانا قاری محمد انور نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کو اپنا کر ہی ہم حقیقی معنوں میں سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک مسلمانوں نے اسوۂ حسنہ پہ دل وجان سے عمل کیا اسوقت تک کامیابی اور کامرانی ان کے قدم چومتی رہی اور ہر میدان میں ان کی سربلندی کا ڈنکا بجتا رہا ہے۔ مگر بدقسمتی سے جب سے مسلمان قوم نے اسوۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر عمل کرنے کے بجائے صرف نعروں پر اکتفا کر لیا، اسی وقت سے ہی ہماری تنزلی اور نامرادی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ مولانا قاری محمد انور نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات اور مسائل کا واحد حل نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہوئے مکمل دستورِ حیات پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔

سیرت النبی کے اس عظیم الشان اجتماع سے حاجی عبدالکریم، مولانا محمد عظیم، مولانا سیف الرحمٰن مولانا محمد ابراہیم اور دیگر مقامی حضرات نے بھی خطاب کیا۔

سیکرٹری اطلاعات ونشریات
جمعیت علماء آزاد جموں وکشمیر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک دینِ متین کا کامل نمونہ ہے

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام عالمگیر حیثیت کا حامل ہے ہمیں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ کو مشعلِ راہ بنا کر قول وفعل میں یکسانیت پیدا کرنی چاہیئے۔

رحیم یار خان میں چوتھی تین روزہ تاریخی سیرت مصطفےٰ کانفرنس میں علماء کا خطاب

رحیم یار خان (کی مسجد): ۱۲-۱۳-۱۴ ربیع الاوّل کو حسبِ دستور سابق سیرت کمیٹی رحیم یار خان کے زیر اہتمام چوتھی سالانہ تاریخی کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس توقعات سے زیادہ کامیاب ہوئی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے مختلف علاقہ جات سے دو دن قبل رحیم یار خان قافلے آنے شروع ہو گئے۔ رحیم یار خان کے شہری اجتماع کو دیکھ کر حیران تھے کہ شدید سردی کے باوجود اتنا عظیم اجتماع قابلِ دید تھا۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت بنایا گیا تھا۔ چار بڑے دروازے تھے۔

- باب صدیق اکبرؓ
- " فاروق اعظمؓ
- " عثمان غنیؓ
- " علی المرتضےٰؓ

چار چھوٹے گیٹ تھے؛

- باب قاسمؒ
- باب محمودؒ
- باب مدنیؒ
- باب مولانا عبیداللہ سندھیؒ
- باب دین پوریؒ

شہر کی مقامی تنظیم بزم محمود کے کارکنوں نے جلسہ گاہ میں مختلف کتبہ جات لگائے تھے۔

۱۲ ربیع الاوّل عشاء کی نماز ختم ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری مولانا عبدالصبور خاں ڈاہر نے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کہ آج ابھی ابھی جس کانفرنس کا سال بھر سے انتظار تھا شروع ہونے والی ہے۔ اتنی دیر میں سیرت کمیٹی کے ضلعی صدر علاقہ کے مشہور ومعروف خطیب مولانا قاری حماد اللہ شفیق آئے۔ کانفرنس کا اجتماع قابلِ دید تھا۔ مجاہد ملت بابائے رحیم یار خاں مولانا غلام ربانی کی قیادت میں علماء کا ایک قافلہ کانفرنس کے افتتاح کے لئے اسٹیج پر آگیا۔ افتتاحی دعا مدرسہ عربیہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد شریف جالندھری نے شروع کی۔ اسٹیج پر مولانا تاج محمود، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، مولانا محمد زکریا کراچی مولانا میاں مسعود احمد دین پوری، مولانا ریاض احمد دین پوری کے علاوہ بہت سے علماء کرام موجود تھے۔ کانفرنس کی کل بارہ نشستیں ہوئیں۔ تینوں دن اجتماع میں اضافہ ہوتا رہا۔ افتتاحی اجلاس کے موقعہ پر مکہ مکرمہ سے شیخ حرم مولانا محمد مکی حجازی کا پیغام بذریعہ ٹیلیگرام ملا جس میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا تھی۔ علماء کرام نے مختلف اجلاسوں میں توحید۔ سیرت پاک، شان اصحابِ رسولؐ، شان اہل بیتؓ، علماء دیوبند اور عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عنوانات پر خطاب فرمایا۔

قائد اہلسنت مولانا عبدالستار تونسوی صدر تنظیم اہلسنت پاکستان نے فرمایا کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات مبارک دینِ متین کا کامل نمونہ ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔"

مولانا تاج محمود ایڈیٹر ہفت روزہ 'لولاک' نے فرمایا کہ ہمیں سرورِ کائنات کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر قول وفعل میں یکسانیت پیدا کرنی چاہیئے۔

مولانا فضل الرحمٰن ابن مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا کہ عالم اسلام کی بقا کا راز باہمی اتحاد اور یگانگت میں مضمر ہے۔

خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی جنرل سیکرٹری تنظیم اہلسنت نے فرمایا کہ مسلمان محض اپنے عمل سے ہی اقوام عالم کو متاثر کر سکتے ہیں۔

قائد تحریک نظام مصطفےٰ جناب نوابزادہ نصراللہ خان نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو مکمل ضابطہ اخلاق اور منشور حیات عطا فرمایا

مولانا محمد زکریا کراچی نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا بھی اعجاز تھا کہ عرب جو ایک بدو اور پسی ہوئی قوم تھی مختصر سے عرصے میں دنیا کے حکمران بن گئے اور دنیا سے ظالم و جابر حکومتوں کا صفایا کر دیا۔

مولانا رشید احمد لدھیانوی ناظم اعلیٰ سیرت کیٹی ضلع رحیم یار خان نے مہمانوں کی آمد کا پرجوش الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں جن حضرات نے خطاب کیا ان میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف احمد پور شرقیہ، مولانا محمد مراد سکھر، مولانا قاضی اللہ یار خان، مولانا قاری عبد السلام حاصلپوری طالب علم راہنما محمود الحسن، مولانا محمد لقمان علی پوری مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا غلام محمد، مولانا محمد بشیر اختر الہ آبادی، مولانا قاضی بشیر احمد ملتانی، مولانا اختر کاشمیری، مولانا یار محمد عابد مولانا عبد العزیز راضی پوری۔ آخری نشست اڑھائی بجے رات تک جاری رہی۔

ان اجلاسوں کی صدارتیں مجاہد ملت مولانا غلام ربانی، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی لیاقت علی خان احرار، مولانا بشیر احمد لیاقت پوری، مولانا غلام مصطفےٰ چدھڑ، قاری کفایت اللہ، حاجی منظور احمد چنگڑ، میاں ریاض احمد دینپوری، قاری عبدالرؤف انجم نے کیں۔ عبدالرحیم ساجد، احمد بخش چشتی، مشتاق احمد چاچڑ، صفدر صاحب اور خالد نے نعتیہ کلام پیش کئے۔

رپورٹ: عبدالصبور خان طاہر

پنجاب کا دورہ

مولانا احمد سعید لدھیانوی ڈپٹی سیکرٹری نظام العلماء پنجاب کے دورے کا تفصیلی پروگرام۔

ضلع فیصل آباد

۱۸ر "	" بدھ	گوجرہ
۱۹ر "	" جمعرات	پھلور
۲۰ر "	" جمعہ	کمالیہ
۲۳ر "	" پیر	چیچہ وطنی
۲۴ر "	" منگل	ساہیوال شہر
۲۵ر "	" بدھ	اوکاڑہ
۲۶ر "	" جمعرات	پاکپتن شریف
۲۷ر "	" جمعہ	بوریوالہ شہر
۲۸ر "	" ہفتہ	وہاڑی
یکم فروری	" اتوار	میلسی اور شہر سلطان پور

تنظیم اصلاح معاشرہ

گذشتہ دنوں شیخ جامع مسجد شیخ آباد دکری میں نوجوانوں کا ایک اجتماع مولوی غلام محمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ایک تنظیم بنام "تنظیم اصلاح معاشرہ" کا قیام عمل میں آیا اور درج ذیل انتخاب متفقہ طور پر ہوا:

صدر	مولوی غلام محمد
نائب صدر	حافظ تاج محمد
جنرل سکریٹری	قاری ضیا محمد
سیکریٹری	محمد ایوب
خازن	عبد الرحیم شیخ
ناظم نشر و اشاعت	سہراب خان

اس تنظیم کا مقصد اہل محلہ کی فلاح و بہبود نوجوانوں کی اصلاح، نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔

سہراب خان، ناظم نشر و اشاعت

حرمین شریفین سے

فدیناک من ربع وان زدتنا کربا
فانك كنت الشرق للشمس والغرباء

مورخہ ۲۴ اکتوبر بشنبہ مطابق ۶ ذی الحجہ کو بعد از نماز عشاء حرم مکہ کے جوار میں بالمقابل مکتبہ امدادیہ وہ خبر سنی جو نہ تو خیال و فکر میں تھی اور نہ ہی کبھی ایسی ہستی کی مفارقت کا داغ برداشت کرنے کا سوچا تھا۔ یہ خبر قائد العلماء مجاہد ملت مفتی محمودؒ کی خبر مرگ تھی۔ صرف بندہ ہی نہیں بلکہ پاک و ہند اور عرب و عجم کی کوئی جماعت ایسی نہیں تھی کہ وہ حضرت کے رفیع درجات کے لئے دعا نہ مانگ رہی ہو۔ میدان عرفات میں آہ و فغاں اور درد و سوز میں ڈوب کر حضرت مرحوم کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

یہ حقیقت ہے کہ موت ایک فطری امر ہے جسکو لامحالہ اپنے وقت پر آنا ہے اور سب نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے، مگر صد آفریں اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کے لئے کچھ تیاری کی جیسا کہ قائد محترم نور اللہ مرقدہ نے اپنی پیدائش سے لیکر واصل بحق ہونے تک اپنے تمام اوقات رضائے الہٰی، اعلائے کلمۃ الحق، جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ اسلام میں صرف کیا۔ اللہ کریم ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور ان کے مشن اور تحریک کو زندہ اور تابندہ رکھنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

قاری محمد اسلم حقانی

غیر جانبدار کمیشن قائم کرنے کی تجویز کا خیر مقدم

نعمان پورہ آزاد کشمیر: مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ کے نائب مہتمم مولانا قاری محمد انور اور تنظیم اہلسنت ضلع پونچھ کے امیر مولانا مفتی عبد المتین نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیت اہلسنت پاکستان کی اس تجویز کا پُرزور خیر مقدم کیا ہے کہ اختلافی مذہبی معاملات طے کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک غیر جانبدار کمیشن قائم کیا جائے۔

مولانا قاری محمد انور اور مفتی عبد المتین نے

کہا کہ اس تجویز کو تسلیم کر کے فوراً ایک کمیشن قائم کیا جائے تاکہ تیرھویں صدی کا وہ عظیم فتنہ جو اسلام دشمن عناصر نے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے کھڑا کیا اور ظاہری طور پر یا کم سمجھی کی بنا پر اس فتنہ کو پروان چڑھانے کے لئے علماء حق کی کتب کو سامنے رکھا گیا۔

انہوں نے کہا کہ اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو مزید تقویت ملے گی اور حق و باطل میں واضح تمیز بھی ہو جائے گی اور پاکستان کے مسلمانوں کو روز روز کے جھگڑوں اور گروہ بندیوں سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔

وفاتِ حسرت آیات

کرم علی والا تحصیل شجاع آباد کے حضرت مولانا عبدالستار کی والدہ ماجدہ گزشتہ روز قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

موصوفہ عابدہ، صالحہ اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ بوقتِ وفات ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

تبلیغی اجتماع

شورکوٹ چھاؤنی

آج تقریباً سارے کے سارے انسان ملک مال کی اس محنت کی طرف بھاگے ہوئے جا رہے ہیں جس کا انجام ذلت و پریشانی اور دردناک مصائب سے بھرا ہوا ہے۔

اس کے مقابلے میں حضرات انبیاء علیہم السلام ایسی محنت لے کر تشریف لائے جس میں دونوں جہانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس محنت میں سب سے پہلے اپنے قلوب کے تعلق کو مخلوق کی ہر شکل سے کاٹ کر اللہ رب العزت سے جوڑنے کی مشق ہے۔ پھر اللہ پاک کے احکامات کو معلوم کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے خدا کے دھیان کے ساتھ اس کو پورا کرنے اور اخلاق کے ذریعے سے صرف خدا کی رضا کے شوق و جذبہ سے اس کو پوری انسانیت میں پھیلانے کی محنت ہے۔ بہت ہی زیادہ مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اس مبارک محنت میں کسی نہ کسی درجہ میں استعمال ہو جائیں۔ اس محنت کو سیکھنے کے لئے اگر امت کا ہر فرد تیار ہو جائے تو امت میں ہدایت کے عام ہونے کی راہیں کھل جائیں۔ اس کے واسطے کچھ عرصہ سے دعوت و تبلیغ کے نام سے آواز لگائی جا رہی ہے اور اجتماعات کئے جاتے ہیں۔

اس مقصد کے پیش نظر بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ فروری ۱۹۸۱ء بروز اتوار، پیر، منگل کو پورے پنجاب ڈویژن کا اجتماع شورکوٹ چھاؤنی میں ہونا طے پایا ہے۔ اجتماع سے قبل کی محنت پورے اجتماع کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ تمام فکرمند احباب اپنے اپنے ہاں سے زیادہ سے زیادہ احباب کو ابھی سے چلّہ۔ تین چلّہ اور کم و بیش اوقات کی قربانی کے لئے تیار کریں اور جماعتوں کی شکل میں اجتماع پر پہنچیں تاکہ پورے علاقہ میں محنت کی فضا قائم ہو جائے۔ نیز اجتماع کی کامیابی کے لئے خصوصی اوقات کی دعاؤں کا بھی ضرور اہتمام فرمائیں۔

نوٹ: اجتماع شورکوٹ چھاؤنی اڈہ ملاریاں رفیقی چوک کے قریب ہوگا اور مورخہ ۱۵ فروری بروز اتوار کو نماز عصر سے شروع ہوگا اور ۱۷ فروری بروز منگل کو کسی وقت اختتامی دعا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جماعتوں کی روانگی ہو جائے گی۔

منجانب: عبدالخالق رحیمی
چک ۳۰۶ گ ب جٹیانہ
ضلع فیصل آباد

فحش گانوں کی ریکارڈنگ

مکرمی! ہفت روزہ ترجمان اسلام کی وساطت سے میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور اعلیٰ حکام کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اصلاح معاشرہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ملک کے اندر ہر قسم کی ریکارڈنگ کم از کم چار دیواری کے باہر شارع عام پر ممنوع قرار دی جائے کیونکہ شارع عام میں فحش گانوں کی ریکارڈنگ کی وجہ سے بے حیائی۔ فحاشی۔ عریانی اور بداخلاقی کی وبا پھیل رہی ہے اور سفر میں اکثر حادثات بھی گانوں کی ریکارڈنگ کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ ہر شہر میں مساجد کے ساتھ ٹیپ ریکارڈ کی دکانیں بن چکی ہیں۔ ٹیپ ریکارڈر سے فحش گانوں کی کیسٹ چلائی جاتی ہیں جس سے عبادت میں بھی خلل پڑ رہا ہے۔ انتظامیہ سے التماس ہے کہ چار دیواری کے اندر اور باہر ہر قسم کی ریکارڈنگ بند کرائے۔ صدر پاکستان سے گزارش کرتا ہوں کہ ریکارڈنگ کے بارے میں آرڈیننس جاری کیا جائے۔

عبدالرحمٰن جامی النقشبندی

نئے حج ٹیکس کے خاتمہ کا اعلان کیا جائے

کراچی: تحریک خدام اہلسنت والجماعت کراچی کے رہنما امیرزادہ خان سواتی نے ایک بیان میں نئی حج پالیسی میں اعلان کردہ حج ٹیکس پر نہایت حیرت اور تعجب کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے جو کہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے اور دنیا میں کسی بھی عبادت پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اس نئے حج ٹیکس نامی مضحکہ خیز نامی جرمانہ کو فوراً واپس لیا جائے۔ نیز ۴۴ آدمیوں کے گروپ کو ترجیح دینے کا جو اعلان کیا گیا ہے اس کو ختم کر کے انفرادی طور پر درخواستوں کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے — گروپوں کو ترجیح دینے سے انفرادی عازمینِ حج کی صریح حق تلفی ہوگی اور قرعہ اندازی میں ۹ فروری سے ۲۸ فروری تک کی درخواستوں کو بلاامتیاز شامل کیا جائے۔

ناظم دفتر،
تحریک خدام اہلسنت والجماعت
کراچی شہر

طلباء کی ڈائری — محمد ادریس

الٰہی بخش ساجد

کارکن گھر گھر جا کر جمعیۃ طلباء کا پروگرام طلبہ تک پہنچائیں

قائد طلباء

★ "کارکن گھر گھر جا کر جمعیۃ کا پروگرام طلبہ تک پہنچائیں اور ---ر - - - - - - - - - مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرنے کی کوششوں میں معروف رہیں۔"

ان خیالات کا اظہار قائد طلبہ اور جمعیت طلبہ اسلام کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال نے گذشتہ دنوں پشاور میں منعقدہ دو روزہ اسلامی نظام تعلیم کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

انہوں نے کہا کہ جمعیۃ میں دینی مدارس اور کالج و یونیورسٹی کے طلبہ ایک پلیٹ فارم پر کام کر کے انگریز کے پیدا کردہ تفریق کو ختم کرنے کے لئے عملی جدوجہد کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بعض طلبہ تنظیمیں اسلام کا نام لے کر اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور صحابہ کرام رضؓ جن کے ذریعہ اسلام ہم تک پہنچا ہے ان کو اپنی تنقیدات کا نشانہ بناتی ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام نام نہاد اسلامی تنظیموں اور کمیونسٹ عناصر کا مقابلہ کر کے صحیح اسلامی نظامِ تعلیم نافذ کرنے کے لئے راستہ ہموار کر رہی ہے۔

کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے مرکزی ناظم اعلیٰ فخر طلبہ جناب ظہیر میر نے کہا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام، اسلام دشمن قوتوں کا قلع قمع کر کے اسلامی نظام رائج کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ کے شاندار کارناموں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسلامی نظام نافذ کرانے کے لئے عظیم جدوجہد کی اور ان کے جانے کے بعد عظیم خلاء پیدا ہوا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔

کنونشن کے مختلف اجلاسوں سے جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد کے سرپرست حاجی فقیر محمد خان نظام العلماء پاکستان کے ناظم جناب مولانا زاہد الراشدی، نظام العلماء صوبہ سرحد کے امیر مولانا ایوّب جان بنوری، طالب علم راہنما خالد محمود دلو، نثار محمد ناصر گل شاہ ضیف عنایت اللہ نجیم خان اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

ساجد

مختصر مگر ۱۹ ...

• گذشتہ

جنا

•

بہاولنگر اور دیپالپور میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔

شکر گڑھ جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کی تنظیمی کمیٹی کے ارکان میاں ریاض شاہد اور محمد افضل نے شکر گڑھ کا دورہ کیا۔ انہوں نے مقامی طلباء سے تنظیمی امور پر بات چیت کی تنظیمی کام کا جائزہ لیا اور تنظیمی ترقی کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ بعد ازاں طلباء کے اجتماع سے خطاب کیا۔

محمود اعظم خان ضلع کنوینر اور گورنمنٹ ڈگری کالج شکر گڑھ سٹوڈنٹس یونین صدر چوہدری رشید احمد بھی ان کے ہمراہ تھے۔

شکار پور:

گزشتہ دنوں جناب عبدالغنی صاحب کی صدارت میں مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے دین محمد قریشی — علی شیر مہر، حفیظ اللہ مہر، محمد رمضان مہاجر، شبیر احمد پنہوار اور علی نواز نے خطاب کیا۔

لاڑکانہ:

جمعیۃ طلبہ اسلام قنبر ضلع لاڑکانہ کا ایک ہفتہ وار اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب محمد عباس چنہ، صدر جمعیۃ طلبہ اسلام قنبر نے کی۔ اجلاس سے جناب ... فضل اللہ ابڑہ نے

ایسی محنت لے کر ...

جانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس سے ...

سب سے پہلے اپنے قلوب کے تعلق کو مخلوق کی ہر شکل سے کاٹ کر اللہ رب العزت سے جوڑنے کی مشق ہے۔ پھر اللہ پاک کے احکامات کو معلوم کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے خدا کے دھیان کے ساتھ اس کو پورا کرنے اور اخلاق کے ذریعے سے مرف

خیرپور:

جمعیۃ طلبہ اسلام کے ضلع خیرپور کے رہنما ظہیر احمد میمن نے گزشتہ دنوں ضلع خیرپور کی مختلف شاخوں کا دورہ کیا اور ساتھیوں سے تنظیمی صورتحال پر گفتگو کی۔

انتخاب

صوبہ سرحد

صدر	جناب نجم خان
نائب صدر	〃 شفیق الرحمٰن
〃 〃	〃 محمد نعیم
ناظم عمومی	محمد عنایت اللہ
ناظم	گل بادشاہ
〃	جناب عصام الدین
〃 نشریات	〃 گل شاہ حنیف
〃 مالیات	〃 پیر مختار الدین

ھنگو (کوھاٹ)

صدر	نجیب اللہ
نائب صدر	لطف اللہ
ناظم عمومی	نیاز محمد قریشی
ناظم	میرہ خان
〃 اطلاعات	محمد لطیف
〃 مالیات	گل شریف

قنبر (لاڑکانہ)

صدر	حافظ محمد عباس چنہ
نائب صدر	جناب محمد ہارون
ناظم عمومی	حبیب اللہ
ناظم	حافظ امام دین شیخ
〃 نشریات	جناب محمد صدیق
محتسب	حافظ ابوبکر ابڑو

مکرمی! ...

وساطت سے میں صدر ...

اور اعلیٰ حکام کی خدمت میں ...

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان

کا

مرکزی انتخاب

۱۲-۱۳ مارچ

بروز

جمعرات، جمعہ

کو

لاہور میں ہوگا۔

نایاب کتب

چھپ چکی ہیں:

حمد اللہ شرح سلم مطبع نظامی کانپور .. /۳۰

حل العویص شرح اردو تلخیص المفتاح کانپور .. /۲۴

ہدیہ شاہ جہانی فارسی شرح مرقاۃ مجتبائی دہلی .. /۱۸

درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو، مجتبائی دہلی .. /۲۴

ان کے علاوہ ہر قسم کی درسی، غیر درسی کتب آج ہی طلب کیجیے

فون ۷۶۸۴۱

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر

بقیہ: حضورِ اکرمؐ بحیثیت قانون دان

آپؐ کا کلام خیر کا پیغام بن گیا
آپؐ کا نظام امن و سکوں کا نشاں ہوا

آخر میں یہی کہوں گا کہ ہم نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول و ضوابط کو اپنی نااہلی سے کھو دیا ہے ورنہ آپؐ کا انقلابی پیغام سورج کی روشنی، بارش کے پانی اور ہوا کے جھونکوں سے زیادہ تر واضح ہے جن پر عمل پیرا ہو کر آج بھی اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ آج ہم افلاطون، سقراط، ڈارون، میکیاولی، مارکس، فرائڈ اور آئنسٹائن سے تو استفادہ کرتے نظر آتے ہیں، لیکن ہمیں پیغامِ محمدؐ کا کچھ پاس نہیں۔ نظامِ اسلام و نظامِ مصطفےٰ سے دُوری ہی ہماری تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ رب ذوالجلال ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

بقیہ: سلطان المشائخؒ

اس کا ہم پر زیادہ حق ہے۔ ہم اسی جگہ نماز پڑھیں گے۔ آپ بادشاہ کی بنائی ہوئی مسجد میں نہیں گئے۔ بادشاہ سخت برافروختہ ہوا۔ اور اسی کے ساتھ ہر زچیندی کو مبارکباد کے لئے تمام آئمہ، مشائخ اور معززینِ شہر قصرِ شاہی میں جمع ہوتے تھے۔ سلطان المشائخؒ اس تقریب میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ ادائے رسم کے لئے اپنے خادمِ خاص خواجہ اقبال کو بھیج دیا کرتے تھے۔ بعض درباریوں نے بادشاہ کو کہا کہ ... شاہی دربار میں حضرت شیخ ... بھیجنا بادشاہ کی ... ہے۔ بادشاہ ... یا کہ اگر آئندہ ماہ مبارکباد کے لئے شیخ خود نہیں آئیں گے تو ہم جس طرح بلوایا کرتے ہیں بلوا لیں گے۔ شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے جب بادشاہ کی یہ بات سُنی تو کوئی جواب نہیں دیا۔ مہینہ جیسے جیسے نزدیک آ رہا تھا متوسلین کا فکر و تردّد بڑھتا جا رہا تھا۔ بالآخر چاند مغرب کے بعد دیکھا گیا۔ کل چاند کی پہلی تاریخ ہے۔ صرف ایک رات درمیان میں حائل ہے۔ دلّی میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ دنیا اور دین کے دو بادشاہوں کا کل معرکہ ہے۔ حضرت شیخ نے قطعی فیصلہ فرما لیا کہ میں ہرگز شاہی دربار میں نہ جاؤں گا اور اپنے بزرگوں کی روش کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔ ابھی رات گزرنے بھی نہ پائی کہ اسی شب میں بادشاہ کی جان پر آفتِ سماوی نازل ہوئی یعنی خسرو خان نے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے۔ دونوں باہم دست و گریباں ہوئے۔ خسرو خان نے بادشاہ کے پہلو کو خنجر سے چیر کر زمین پر ڈال دیا۔ اس کے بعد بادشاہ کا سر کاٹ کر قصر ہزار ستون سے نیچے زمین پر پھینک دیا۔

خوشخبری

ہم اپنے کرمفرماؤں کو یہ خوشخبری سُناتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہم موٹر سائیکل کاواساکی، یاماہا، سوزوکی اور ہنڈا کے مختلف سائز میں

کیریئر

مارکیٹ میں لا رہے ہیں۔ اپنے آرڈر سے جلد مطلع فرمائیں۔ سالہا سال سے سائیکلوں کے خوبصورت اور پائیدار سٹینڈ کیریئر پیش کرنے والے

پروپرائٹر **محمد نسیم بھٹی اینڈ سنز لمیٹڈ**

پاکپتن روڈ، عارف والا

مقابلہ مضمون نویسی

اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور کے زیرِ اہتمام نئی صدی ہجری کے سلسلے میں کُل پاکستان

مضمون نویسی کا مقابلہ

کا اہتمام کیا گیا ہے۔

درج ذیل عنوانات پر مضامین ۵ جمادی الاوّل ۱۴۰۱ھ تک مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچ جائیں۔

مضمون کے ساتھ ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے دستخط مع مہر ثبت ضروری ہے۔ مقابلہ میں اوّل، دوم، سوم آنے والوں کو تین کتابوں کے سیٹ دیئے جائیں گے یا نقد ۱۰۰/- روپے، ۷۵/- روپے اور ۵۰/- روپے دیئے جائیں گے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:

خاتم النبیینؐ بحیثیت معلم
" سپہ سالار
" محسنِ انسانیت

مقابلے کے لئے آنے والے مضمون کے ساتھ ۵/- روپے کا پوسٹل آرڈر بنام اسٹوڈنٹس اکیڈمی آنا ضروری ہے۔ پوسٹل آرڈر کے بغیر مضمون مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ مضمون صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوں۔ انعام یافتہ اور امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے مضامین کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

پتہ: اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور
معرفت پوسٹ بکس نمبر ۲۰۳۴
جی۔ پی۔ او۔ لاہور